وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند مفتی اختر رضا خان قادری ازہری

کی حیات اور تصنیفی خدمات پر ایک خوب صورت تحریر

# حیات و تصنیفی خدمات

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

ناظم جامعۃ المدینۃ فیضان رضا، بریلی شریف

ناشر

فخر ملت فاؤنڈیشن، نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور تاج الشریعہ کی مختصر حیات اور ان کی تصنیفی خدمات پر ایک خوب صورت تحریر

# حضور تاج الشریعہ : حیات و تصنیفی خدمات

از

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

جامعۃ المدینہ فیضان رضا، بریلی شریف

ناشر

فخر ملت فاؤنڈیشن، نیپال

سلسلہ اشاعت نمبر (۴)

نام کتاب ——— حضور تاج الشریعہ: حیات و تصنیفی خدمات

تالیف ——— محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

نظر ثانی ——— مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

اشاعت ——— ۱۴۳۹ھ / ۲۰۱۸ء بموقع عرس چہلم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کمپوزنگ ——— مولانا محمد علاؤالدین امن رضوی

تزئین کار ——— مولانا عبدالرحیم ثمر مصباحی

صفحات ——— 122

قیمت ———

ناشر

فخر ملت فاؤنڈیشن، نیپال

FAKHR E MILLAT FOUNDATION

*NEPAL*

# فہرست مضامین

☆☆☆☆☆
☆☆☆

دنیاے اہل سنت کی عظیم الشان شخصیت، مسلک اعلیٰ حضرت کا جلیل القدر پاسبان اور خانوادۂ رضا کا چشم و چراغ حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آپ دنیاے اہل سنت میں ان چند چنندہ شخصیات سے تھے جن کے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کا ایک جہان معترف ہے اور یہ صرف پدرم سلطان بود کا نتیجہ نہیں بلکہ حضور تاج الشریعہ نے اپنی ذات اور اپنے علم و عمل و زہد و تقویٰ کا لوہا منوایا اور قوم و ملت کے باغات ایمان و عمل کو اپنی گوناگوں خدمات سے سرسبز و شاداب کیا۔ آپ کی خدمات بھی مختلف جہات لیے ہوئے ہیں جن کے احاطہ کے لیے ایک دفتر اور کافی وقت درکار ہے جو فی الوقت مفقود۔ اس لیے آپ کی مختصر حیات اور آپ کی تصنیفی خدمات پر خامہ فرسائی کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

**ولادت باسعادت:** حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۶/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۲/فروری ۱۹۴۳ء بروز منگل ہندوستان کے شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔

**اسم گرام:** آپ کا اسم گرامی "محمد اسماعیل رضا" جب کہ عرفیت "اختر رضا" ہے جامعہ ازہر مصر سے تکمیل علوم کے بعد "ازہری میاں" سے یاد کیے جانے لگے۔ موخر الذکر دو اسما ہی سے حضرت زیادہ مشہور ہوئے ورنہ آپ کے اصلی نام "اسمٰعیل رضا" کو ایک خاصی تعداد نہیں جانتی۔ آپ شعر و شاعری بھی فرمایا کرتے ہیں اس مناسبت سے "اختر" تخلص استعمال فرماتے ہیں۔

**القاب وخطابات:** جانشین مفتی اعظم نے ۱۹۸۶ء/۱۴۰۴ھ سوراشٹر کا دورہ فرمایا۔ ویراول پوربندر، جام جودھ پور، ایلٹہ، دھوراجی، اور جیت پور ہوتے ہوئے ۱۵/اگست ۱۹۸۴ء مطابق ۱۴۰۴ھ کو امیرلی تشریف لے گئے۔ وہاں ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ رات ۱۲ بجے سے دو بجے تک جانشین مفتی اعظم کی تقریری ہوئی۔ اور ۱۸/اگست کو جوناگڑھ

میں بزم رضا کی جانب سے ایک جلسہ رضا مسجد میں رکھا گیا۔ جس میں امیر شریعت حاجی نور محمد رضوی مارفانی نے تاج الاسلام کا لقب دیا۔ جس کی تائید مفتی گجرات مولانا مفتی احمد میاں نے کی۔ (روز نامہ اردو ٹائمز بمبئی، موخہ ۲۵/ اگست ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۴ھ)

جانشین مفتیٔ اعظم کو صدر المتقین، سند المفتین، اور فقیہ اسلام کا لقب ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۴ھ میں رام پور کے مشہور عالم دین مفتی حضرت مولانا سید شاہد علی رضوی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور نے دیا۔

فخر اہل سنت، فقیہہ اعظم اور شیخ المحدثین کا لقب ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۵ء کو مولانا حکیم مظفر احمد رضوی داتا گنج بدایوں نے دیا۔ اس کے علاوہ مثلاً تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء وغیرہ، اور بہت سے القاب علماء و مشائخ نے دیے۔ جس کی ایک طویل فہرست ہے۔

**شجرۂ نسب:** محمد اسمٰعیل رضا خان (محمد اختر رضا خاں قادری ازہری) بن مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابرہیم رضا خاں قادری المعروف جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بن مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بن رئیس المتکلّمین علامہ محمد نقی علی خان بن امام العلماء علامہ رضا علی خان بن حافظ کاظم علی خان بن محمد اعظم خان بن وزیر مالیات دربار دہلی سعادت یار خان بن شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان۔

**تسمیہ خوانی:** جانشین مفتی اعظم کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دارالعلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو دعوت دی۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے رسم بسم اللہ ادا کرائی۔ اور محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ حضور مفتی اعظم کی صاحبزادی یعنی جانشین مفتی اعظم کی والدہ ماجدہ نے تعلیم خاص خیال رکھا۔

**ابتدائی و اعلیٰ تعلیم:** حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "ناظرہ قرآن کریم" اپنی والدہ ماجدہ شہزادیٔ مفتی اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا، والد ماجد سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں۔ گھر پر تعلیم

حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کرادیا۔ نحو میر میزان منشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار لعلوم منظر اسلام کے کہنہ مشق اساتذہ کرام سے پڑھتے ہوئے درس نظامی کی تکمیل کی۔

**اساتذۂ منظر اسلام:** منظر اسلام بریلی شریف میں آپ نے درس نظامی کی تکمیل میں جن جن ماہرین علم وفن کی بارگاہ میں حاضری دی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ

بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ریحان ملت قائد اعظم مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محدث بہار حضرت علامہ احسان علی مظفر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب مصری قدس سرہ

حضرت مولانا حافظ انعام اللہ خان، تسنیم حامدی۔

**جامعہ ازہر، مصر:** آپ کی ذہانت وفطانت اور صلاحیت ولیاقت دیکھ کر فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب قدس سرہ نے آپ کے والد ماجد مفسر اعظم کو مشورہ دیا کہ آپ کو جامعہ ازہر مصر داخل کرائیں۔ مشورہ نیک اور فائدہ مند تھا اس لیے قبول کیا گیا اور اس طرح آپ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا۔ مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر مصر کے فن تفسیر وحدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

**مصر میں آپ کی کارکردگی:** تاج الشریعہ بچپن ہی سے ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔ اور عربی ادب کے دلدادہ تھے۔ جامعہ ازہر مصر میں داخلہ کے بعد جب آپ کی

جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو ہوئی تو وہ آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر محو حیرت ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عجمی النسل ہندوستانی عربی النسل اہلِ علم حضرات سے گفتگو کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہ ہوتی۔

جامعہ ازہر مصر کے شعبۂ کلیہ اصول الدین کا سالانہ امتحان اگر چہ تحریری ہوتا تھا۔ مگر معلومات عامہ (جنرل نالج) کا امتحان تقریری ہوتا تھا۔ چنانچہ جامعہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر جب جانشین مفتیِ اعظم کا امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت سے علم کلام کے چند سوالات کیے، پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سولات کو دوہرایا۔ جانشین مفتیٔ اعظم نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ۔ آپ تو حدیث واصولِ حدیث پڑھتے ہیں تب علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ جانشین مفتی اعظم نے جواب میں کہا کہ میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں علم کلام پڑھا تھا۔ آپ کے جواب سے مسرور ہوکر ممتحن جامعہ نے آپ کو جماعت میں پہلا مقام دیا۔

**مصر کے اساتذہ کرام:** جامعہ زاہر مصر میں آپ نے تحصیل علم کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

فضیلۃ الشیخ مولانا علامہ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر قاہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ مولانا محمود عبدالغفار استاذ الحدیث جامعہ ازہر قاہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

**مصر سے تکمیل علوم اسلامیہ وبریلی آمد:** تاج الشریعہ وہاں پر تین سال مسلسل رہ کر حصول علم میں مشغول رہے۔ دوسرے سال کے سالانہ امتحان میں آپ نے شرکت کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے پورے جامعہ ازہر قاہرہ میں امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائی۔ اس کامیابی پر ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت، علامہ ریحان رضا خان نے ”کوائف آستانہ رضویہ“ کے عنوان سے لکھا:

" نبیرۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند بند مولانا اختر رضا خاں صاحب نے عربی میں بی۔اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی مولانا اختر رضا خاں صاحب نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبروں سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللھم زد فزد" (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۳۲، بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ رستمبر ۱۹۶۵ء)

تاج الشریعہ ۱۹۶۶ء جامعہ ازہر سے بریلی شریف تشریف لائے تو اس کی کیفیت جناب امید رضوی یوں تحریر فرماتے ہیں:

" گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستانِ اعلیٰ حضرت کے گل خوشرنگ جناب مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصۂ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء ر۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے، بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین و متوسلین واہل خاندان، علمائے کرام وطلباء دارالعلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے (جن میں بیرونجات خصوصًا کانپور کے احباب بھی موجود تھے) حضرت مفتی اعظم مدظلہٗ کی سرپرستی میں تپاک اور شاندار استقبال کیا اور صاحبزادہ موصوف کو خوشرنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیشکش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔

ادارہ مولانا اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو اس کامیاب واپسی پر ہدیہ تبرک وتہنیت پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے آبائے کرام خصوصًا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کا سچا صحیح وارث و جانشین بنائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی

ص:۱ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ)

**حضرت اور علوم فنون کی مہارت:** حضور تاج الشریعہ ہند و مصر کے ماہرین علوم و فنون سے حصول علم کرتے رہے، آخر کار جب دونوں مراکزِ علوم سے فارغ التحصیل ہوئے اور پھر بعد کی جد و جہد سے جن علوم پر آپ کو دسترس حاصل ہوا ان کے تعلق سے مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب لکھتے ہیں:

”حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم فنون میں مہارت رکھتے ہیں:

(۱)علوم قرآن ۔(۲)اصول تفسیر ۔ (۳)علم حدیث ۔(۴)اصول حدیث ۔ (۵)اسماء الرجال۔(۶)فقہ حنفی۔(۷)فقہ مذاہب اربعہ۔(۸)اصول فقہ۔(۹)علم کلام۔ (۱۰)علم صرف ۔(۱۱)علم نحو۔(۱۲)علم معانی ۔(۱۳)علم بدیع۔(۱۴)علم بیان ۔(۱۵)علم منطق۔(۱۶)علم فلسفہ قدیم وجدید۔(۱۷)علم مناظرہ۔(۱۸)علم الحساب۔(۱۹)علم ہندسہ۔ (۲۰)علم ہیئت ۔(۲۱)علم تاریخ ۔(۲۲)علم مربعات۔(۲۳)علم عروض وقوافی ۔(۲۴)علم تکسیر۔(۲۵)علم جفر۔(۲۶)علم فرائض۔(۲۷)علم توقیت۔(۲۸)علم تقویم۔(۲۹)علم تجوید وقرآت ۔(۳۰)علم ادب (نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی، نظم ونثر اردو۔)(۳۱)علم زیجات ۔(۳۲)علم خطاطی ۔(۳۳)علم جبر ومقابلہ ۔(۳۴)علم تصوف ۔ (۳۵)علم سلوک۔(۳۶)علم اخلاق “(سوانح تاج الشریعہ، ص:۳۷)۔

**ازدواجی زندگی:** جانشین مفتی اعظم کا عقد مسنون حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۳/نومبر ۱۹۶۸ء/ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کو محلہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں ہوا۔ آپ کے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا قادری برے لوی اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔

**بیعت وارادت واجازت وخلافت:** تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بیعت وارادت کا شرف رکھتے تھے، ۲۰/ سال کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۵/ جنوری

۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم نے قبل فراغت ہی آپ کو قائم مقام بنا دیا تھا اور بطور سند ایک تحریر بھی قلم بند فرما دی تھی، برہان ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی اور امام اہل سنت کے پیر خانہ "مارہرہ مقدسہ" کی دو عظیم و جلیل شخصیات سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ سید میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس حامدی میں اور احسن العلماء حضرت سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس قاسمی میں اجازت و خلافت سے نواز کر اکابرین مارہرہ سے خانوادۂ رضویہ کے قائم روحانی رشتہ کو مضبوط و مستحکم فرمایا۔

حضور مفتی اعظم ہند نے جب آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تو اسی مجلس میں برہان ملت حضرت مفتی عبد الباقی جبل پوری اور شمس العلماء قاضی شمس الدین جون پوری رضی اللہ عنہما نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا جانشین ون ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

"جانشین اپنے وقت پر ہی ہوگا جسے ہونا ہے"۔

اور حضور تاج الشریعہ کے متعلق فرمایا:

"اس (اختر رضا) لڑکے سے بہت امیدیں وابستہ ہیں"۔

حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے آخری ایام میں اپنی جانشینی کے متعلق ایک تحریر خود لکھی جس میں تاج الشریعہ کو اپنا جانشین اور قائم مقام نامزد کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند لکھتے ہیں:

"میں اختر میاں سلمہ کو اپنا قائم مقام کرتا ہوں"۔

**مریدین و خلفا:** آپ کے مریدین ہندوستان، پاکستان، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، بنگلہ دیش، موریشس، سری لنکا، یوکے، ہالینڈ، لندن، جنوبی افریقہ، امریکہ، ریاج، انگلینڈ، عراق، ایران، ترکی، وغیرہ ممالک میں لاکھوں بلکہ اب تو مریدین کی تعداد کروڑوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مریدین میں ایسا نہیں کہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے علماء مشائخ صلحا شعراء، ادبا، مفکرین، قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین بھی ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے

ہیں۔ تعداد مریدین کے تعلق سے حیات تاج الشریعہ میں ہے:

"ایک اندازہ کے مطابق ۲/ کروڑوں مریدین ہیں، ہندوستان کا کون سا ایسا گوشہ، قصبہ یا شہر ہے جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں مرید نہیں۔ راقم السطور (مولانا شہاب الدین) نے پورے ملک کا حضرت کے ساتھ سفر کیا ہے، جلسوں میں حال یہ رہتا ہے کہ ایک لاکھ کا مجمع، پورا یورا داخل سلسلہ ہو جاتا ہے"۔ (حیات الشریعہ، ص:۳۶)

حضور تاج الشریعہ نے بیعت وارشاد کا فریضہ حضور مفتی اعظم ہند کے زمانہ حیات ہی میں انجام دینا شروع کر دیا تھا وہ بھی حضور مفتی اعظم ہند کے حکم سے، جیسا کہ حیات تاج الشریعہ میں ہے:

"حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ اپنے سامنے لوگوں کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے حکم فرماتے، یہاں تک ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اپنے سامنے لوگوں کی کثیر تعداد کو تاج الشریعہ کے ہاتھ پر بیعت کروایا، اور بہت سے مقامات پر اپنا جانشین اور قائم مقام بنا کر روانہ کیا۔ مجمع کے مجمع نے آپ کے دست مبارک پر بیعت قبول کی۔ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی سب سے زیادہ اشاعت حضور مفتی اعظم کے بعد تاج الشریعہ ہی کر رہے ہیں۔ ان دو بزرگوں نے سلسلہ کو وسیع تر کر دیا"۔ (حیات تاج الشریعہ، ص:۳۵)

مریدین کے اسما بیان کرنا نہایت دشوار ہے بلکہ خلفائے کرام کی بھی اتنی تعداد ہے کہ سب کا احاطہ نہایت مشکل ہے پھر بھی ان خلفائے کرام میں سے چند کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں:

صاحب زادہ گرامی مولانا عسجد رضا خان، جانشین تاج الشریعہ، فضیلۃ الشیخ علامہ شیخ ابو بکر بن احمد مسلیار، سیکریٹری مرکز الثقافۃ السنیہ، کیرالہ، محقق عصر حضرت مفتی شاہد علی رضویہ، ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ رام پور، مناظر اہل سنت مولانا صغیر احمد جوکھن پوری، مہتمم الجامعۃ القادریہ، رچھا، بریلی، مفتی عزیز احسن رضویہ شیخ الحدیث دار العلوم غوث اعظم، پور

بندر، گجرات، مولانا علی احمد سیوانی، حسن پورہ ضلع سیوان، بہار، مولانا تطہیر احمد رضوی سابق استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج بریلی شریف، مفتی علی محمد رضوی، امیر سنی تبلیغی جماعت، باسنی ضلع ناگور، راجستھان، ڈاکٹر حافظ شفیق اجمل بن الحاج عبد الرب رضوی، ریوڑی تالاب، بنارس، مولانا مختار احمد قادری، ناظم اعلیٰ بحر العلوم، اسلام نگر بہیڑی، ضلع بریلی، مولانا صدیق حسن قادری، مہتمم دار الفکر درگاہ روڈ، بہرائچ شریف، مولانا غلام محمد حبیبی، سجادہ نشین آستانہ قادریہ حبیبیہ دھام نگر شریف، اڑیسہ، مفتی یونس رضا مونس قادری، کان پور، سابق پرنسپل جامعۃ الرضا، بریلی شریف، مفتی قاضی شہید عالم رضوی، دار الافتا جامعہ نوریہ، بریلی شریف، مفتی مطفر حسین رضوی، سابق نائب مفتی مرکزی دار الافتا، بریلی شریف، حنیف ملت مولانا حنیف القادری، سسواکٹیا، نیپال، شہزادہ حنیف ملت مفتی نجم الدین مصباحی، سسواکٹیا، نیپال، مفتی ارشاد احمد ساحلؔ سہسرامی، علامہ قمر الحسن مصباحی، بستوی (امریکہ)، مولانا جمال احمد خان رضوی، علیہ الرحمہ، نوادہ وغیرہ۔

**غیر مسلموں کا قبول اسلام:** تاج الشریعہ کے دست مقدس پر مشرف باسلام ہونے والوں کی ایک اجمالی فہرست۔ قوم قبل اسلام ریاوار نام گلاب بعدہٗ مسلم رضوی یہ رہنے والے جبل پور بھوٹا تال کے ہیں۔ بچپن کے زمانے میں گھر سے نکل گئے تھے اور سادھوؤں کی جماعت میں رہتے رہے جوانی کا عالم اسی عالم میں گزارا۔ محمد مسلم رضوی کے ساتھیوں میں ایک ساتھی لڑکا مسلمان تھا۔ اس کے ہمراہ بچپن کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے اور مذہب اسلام کی کتب کا تذکرہ اس نے کیا تھا۔ سادھوؤں میں رہ کر جب سکون نہیں پایا تو مذہب اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ مجھے اس میں بہت سکون ملا اور میرا دل ایک دم مضطرب ہوگیا کہ مذہب اسلام قبول کرلوں فوراً بریلی شریف حاضر ہوا۔ یہاں پر چاند جیسے چہرے والے ایک شخص کو دیکھا۔ ان کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جانشین ہیں۔ اس وجہ سے میرا دل اور بے قرار ہوا، میں نے عرض کیا حضور آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، فوراً

جانشین مفتی اعظم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا نیز سلسلۂ قادریہ کاتیہ رضویہ میں بیعت بھی فرمالیا۔ (بروایت مولوی شکیل احمد خاں رضوی خادم جانشین مفتی اعظم دامت برکاتہم القدسیہ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)

نومسلم جناب محمد احسن رضوی (سابقہ نام مسٹر جارج اسٹیفن) جو مع فیملی عیسائی سے مسلمان ہوئے ہیں۔ محمد احسن رضوی کیتھولک چرچ نرائن گڑھ ضلع انبالہ پنجاب میں ایک مبلغ اسپیکر اور ٹیچر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور انہیں وہاں کافی مراعات حاصل تھیں، تبلیغی و تحریری کاموں کے علاوہ ان کے ذمہ بائبل کا درس اور قرآن بائبل کا تقابلی مطالعہ کرانا نیز مسلم مذہب پر تنقید کا کام بھی سونپا ہوا تھا۔ محمد احسن رضوی اردو زبان وادب میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ فارسی اور عربی سے بھی واقفیت ہے۔ قرآن مجید بہت اچھی طرح سے پڑھتے ہیں اور انہیں قرآن مقدس کی بہت ساری آیتیں اور سورتیں یاد ہیں۔ نیز ان کی مذہبی معلومات بھی کافی وسیع ہیں، اور انہیں اس بات پر فخر ہے اور مسرت بھی کہ انہوں نے اسلام غور وفکر کے بعد قبول کیا ہے اور یہ کہ وہ صحیح راستے پر آگئے ہیں اور انہوں نے سچا مذہب اور دین فطرت قبول کرلیا ہے۔

۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ میں جانشین مفتی اعظم کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے اور انہیں سے داخل سلسلہ بھی ہوئے، کچھ ایام تک جانشین مفتی اعظم کے دولت کدے پر قیام پذیر رہے اور دینیات روزہ، نماز، اسلامی طور طریقے سیکھے بریلی شریف کا پتہ انہیں فتاویٰ رضویہ جلد گیارہ سے معلوم ہوا۔ بریلی آکر انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ وہابی، دیوبندی اور شیعہ وغیرہ مذاہب کا بھی مطالعہ کرچکے ہیں اور انہیں بریلی مسلک ہی صحیح مسلک معلوم ہوا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہونے کے لیے جگہ سے لوٹ پھر کر بریلی آئے۔

محمد احسن رضوی نے اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا کہ تقریباً چھ ماہ سے بڑے ذہنی کرب میں مبتلا تھے اور اکثر سوچا کرتے تھے کہ جس بائبل کی وہ تعلیم دیتے ہیں یہ اصل انجیل نہیں ہے اور اس بائبل میں باوجود تحریف و ترمیم کے مسلمانوں کے نبی حضرت

محمد ﷺ کی آمد کا تذکرہ ہے ان کے آخری نبی اور ان کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا ذکر ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے بعدہ وہ آئے گا جو کمفورٹر (رحمۃ اللعالمین) ہوگا۔ جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے اور وہی نجاب و ہندہ ہے تو پھر عیسائی حضرت محمد ﷺ کو کیوں نہیں مانتے اور ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں فوقیت دیتے ہیں۔ اور جب یہ کمفورٹر ہیں یہی رسول عربی آخری نبی ﷺ ہیں اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت زمین پر اُتر کر انہیں کے دین کی پیروی کریں گے تو پھر دین تو انہیں محمد عربی ﷺ کا آخری دین اور سچا دین ہے۔ علاوہ اس کے یہ اس بات پر بھی غور وفکر کرتے تھے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کے بیٹے ہیں تو پھر ان کا باپ جو تمام جہانوں کے مالک ہے۔ اتنا بے بس ہوگیا کہ اس نے اپنے بیٹے کو مغلوب کرادیا، اور پھر اگر وہ خدا باپ ہے تو وہ وحدہٗ لاشریک کیسے ہے، اور ادب اپنے بجائے خدایا اللہ کے (معاذ اللہ) وہ تو خود انسان ہوگیا، اور یہ ناممکن ہے لہٰذا حضرت مسیح خدا کے فرزند نہیں، وہ خدا کے بندے اور نبی ورسول ہیں۔

محمد احسن رضوی دنیا کے تمام ممالک کے سیاسی، سماجی نظام پر بھی غور کرتے تھے کہ قانون اور ہر اصول لوگوں نے نئی وضع کر رکھے ہیں لوگ جو مسلمانوں کے قرآن اور حدیث کے اصول ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسے صحیح معنوں میں اسلامی طریقے سے برتتے نہیں اور اس پر کسی نے کیونزم کی چھاپ لگا رکھی ہے کسی نے سوشلزم کی اور کسی نے اپنی نظریاتی تھیوری کا لیبل لگا رکھا ہے۔ گویا نظری تقاضوں کو جو مذہب یا جو اصول پورا کرتا ہے وہ اسلام ہی ہے یہ بات اور ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان خود اپنے اصول سے ہٹ گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی دیگر قوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں میں ۲۵٪ فیصد برائی کم ہے۔

محمد احسن رضوی نے یہ بھی بتایا کہ دنیا کے دیگر مذاہب برائی سے بچنے کو ضرور منع کرتے ہیں۔ لیکن برائی سے بچانے کا ان کے یہاں کوئی نسخہ یا علاج نہیں ہے اور اگر یہ علاج کہیں ہے تو صرف مذہب اسلام میں، انہیں تمام باتوں کو سوچ کر قرآن مقدس کے مطالعہ نے

جو ہر قوم اور ہر فرد کے لیے ہدایت ہے اس لیے یہ مسلمان ہو گئے، محمد احسن رضوی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ بغیر کسی لالچ یا دنیوی فائدہ کے یہ مسلمان ہوئے ہیں۔ اور اس عالم میں جبکہ چرچ کے بینک میں ان کا بیس ہزار روپیہ جمع ہے، جسے اب چرچ کے ذمہ داران محمد احسن رضوی کو دینے سے گریز کر رہے ہیں۔ اور انہیں طرح طرح کے لالچ دے رہے ہیں۔ لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آرہی ہے۔ (ماہنامہ سنی دنیا بریلی ص ۳۷، ۳۸ جون ۱۹۸۶ء شوال المکرم ۱۴۰۶ھ شمارہ ۴۳ جلد ۴ مضمون ادیب شہیر عبدالنعیم عزیزی بلرام پوری)

جناب محمد احسن رضوی کی اہلیہ اور دو لڑکے ایک لڑکی بھی ۱۹۸۶ء کو مسلمان ہوئیں۔ اہلیہ کا سابقہ نام سریندار مسیح تھا۔ اب نام مریم خاتون ہے۔ لڑکوں کے سابقہ نام پیٹر عمر ۹ سال اور موسس عمر ساڑے ۴ سال، اسلامی نام کنیز فاطمہ ہے۔ ان کی خوش نصیبی ہے کہ جانشین مفتی اعظم کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور داخل سلسلہ بھی فرمایا۔ ایک لڑکی جو اہل ہنود سے تعلق رکھتی تھی جسکی عمر تقریبًا بیس یا بائیس سال کی تھی۔ اس نے از خود بریلی شریف آکر ۲۷ر صفر المظفر بروز جمعہ ۲۹ر ستمبر ۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء کو جانشین مفتی اعظم کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اور جانشین مفتی اعظم نے اسے داخل سلسلہ بھی فرمایا۔ یہ معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ میں خود بخود اسلام کے پاکیزہ مذہب ہونے کی وجہ سے اسلام لائی ہوں، کسی نے مجھے بہکایا نہیں ہے۔ قبل اسلام اس کا نام عستے تھا، جانشین مفتی اعظم نے اس کا نام کنیز فاطمہ رکھا۔ (بروایت چچا غلام رسول رضوی رام پوری ثم بریلوی)

رائے بریلی کا رہنے والا شادی شدہ گوالہ ہندو اس نے جماد الاول ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء کو جانشین مفتی اعظم کے ہاتھ پر شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ اس نے اسلام لانے کا سبب یہ بتایا کہ اس کے ماں کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور اس کے دھرم میں یہ ہے کہ جو سب سے چھوٹا بیٹا ہو گا یا سب سے بڑا بیٹا ہو گا وہ اپنے ماں کی نعش کو جلائے گا اور یہ بھی ہے کہ اپنے ماں کی نعش پر بانس سے مارے گا۔ اس لڑکے نے ایک بانس سر پر مارا اور خیال کیا کہ یہ میرا مذہب غلط ہے اور مسلمانوں کا مذہب صحیح ہے اور اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ہم ایک بڑی مسجد

میں بیٹھے ہیں اور اس مسجد میں ایک ضعیف حسین خوبصورت چہرے والے تشریف فرما ہیں، اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا کلمہ پڑھ میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ وہ جب بریلی آیا تو اس نے جانشین مفتی اعظم کو دیکھا فوراً چیخ پڑا کہ اپنے مالک کی قسم فلاں مسجد میں میں خواب میں انہیں بزرگ کو دیکھا تھا اور انہوں نے ہی مجھے کلمہ پڑھایا تھا۔ وہ لڑکا فوراً جانشین مفتی اعظم کے دست پاک پر کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے اور داخل سلسلہ ہوجاتا ہے۔ اس کا نام جانشین مفتی اعظم نے عبداللہ رکھا۔ (بروایت مولوی فیض اللہ رضوی بنگالی مقیم حال بریلی شریف)

ایک سکھ فرید پور ضلع بریلی شریف کا رہنے والا تھا۔ اس نے جولائی ۱۹۸۹ء/ ۱۴۱۰ھ جانشین مفتی اعظم کے ہاتھ پر شرف اسلام قبول کیا۔ اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کی وجہ بتائی کہ دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے۔ جس میں مساوات واخوت کا درس دیا جاتا ہے۔ جب میں نے اپنے دھرم اور مذہب اسلام کا تقابلی جائزہ لیا تو مجھے مذہب اسلام نفیس اور پسندیدہ لگا اور مشرف باسلام ہوگیا۔ جانشین مفتی اعظم نے داخل سلسلہ فرماکر اس کا نام محمد مسلم رکھا۔ (بروایت مولوی شکیل احمد خاں رضوی بریلوی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء ۱۳ا رضوی غفرلہ)

**درس وتدریس:** تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری کو ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں درس دینے کے لیے دعوت پیش کی گئی۔ آپ نے اس دعوت کو قبولیت سے سرفراز کیا ۱۹۶۷ء سے تدریس کے مسند پر فائز ہوگئے۔ تاج الشریعہ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا رحمانی بریلوی نے ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر کیا۔ اور اس عہدے کے ساتھ رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی بھی رہے۔ پھر درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔

ملک وبیرون ملک دورے کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہونے کے بعد باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ منقطع رہا مگر چند سال بعد اپنے دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور دیگر علمائے کرام بکثرت شریک ہوتے تھے۔ مرکزی دار الافتا میں تربیت افتا کے طلبہ کرام کو بخاری شریف، مسلم شریف،

عقود رسم المفتی، الاشباہ و النظائر، فواتح الرحموت، شامی بدائع الصنائع، اجلی الاعلام وغیرہ کتب کا درس دیتے تھے۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کرام کی بعض کتابوں کا درس بھی آپ دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ملک و بیرون ملک مدارس میں آپ نے ختم بخاری شریف یا افتتاح تعلیم کے موقع پر بخاری شریف کی ابتدائی حدیث پاک یا کسی اور کتاب کا درس فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً:

۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۷ھ کو جامعہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مراد آباد میں بخاری شریف کا افتتاح کیا۔ ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم امجدیہ کراچی (پاکستان) میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا، اور ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو الجامعۃ القادریہ رچھا بہیڑی ضلع بریلی شریف میں شرح وقایہ کا طویل سبق پڑھایا اور اپنے قائم کردہ ادارے جامعۃ الرضا، بریلی شریف میں ہر سال آغاز تعلیم کے موقع سے بیضاوی شریف، بخاری شریف اور طحاوی شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ المختصر آپ کے درس و تدریس کا سلسلہ ۱۹۶۷ء میں شروع ہوا اور درمیان میں چند سال یہ سلسلہ موقوف رہا لیکن پھر شروع ہوا اور کسی نہ کسی طرح درس و تدریس کا یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا اور اس طرح آپ کے تدریسی فیضان سے مالامال ہو کر ایک جہان علم و ادب آباد ہوا۔

**مشاہیر تلامذہ:** مشاہیر تلامذہ: آپ سے ایک دنیا نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی محدث الجامعۃ الاسلامیہ رام پور، علامہ مولانا انور علی رضوی بہرایچی، شیخ الادب دارالعلوم منظر اسلام بریلی، مفتی ناظم علی رضوی بارہ بنکوی مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی، مولانا کمال احمد رضوی نانپاروی ضلع بہرائچ، مولانا جمیل احمد خاں نوری بستوی ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا مظفر حسین رضوی بہری سابق مدرس جامعہ نوریہ رجویہ بریلی، مولانا ذوالفقار علی خاں نوری رام پوری، ایڈیٹر ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی، مفتی عبید الرحمٰن رضوی بہاری مدرس دارالعلوم مظہر اسلام بریلی، مولانا وصی احمد رضوی خطیب برنگھم، مولانا سلیم الدین رضوی سمن پوری (بہار)، مولانا شیر الدین رضوی مدرس

مدرسہ محمدیہ سنگراکچھ مغربی دناج پور بنگال، مولانا مجیب الرحمان رضوی مدرس بہاء اسلام بجوں کٹیہار (بہار)، مولانا سجاد عالم رضوی سمن پوری، بہار، مولانا شرف عالم رجوی، سیتا مڑھی بہار، مولانا صاحبزادہ عسجد رضا خاں قادری شہزادہ تاج الشریعہ مدظلہ، مولانا عتیق الرحمٰن رضوی للوارہ ضلع رام پور۔

**مسند افتا:** مسند افتا کے زینت بخشنا اس خاندان کا ایک امتیازی وصف ہے کیوں کہ اس خاندان کے افراد و اشخاص نے جس قدر فتوی نویسی کی خدمت انجام دی وہ شاید دیگر خاندان میں نہیں۔ ذرا ایک نظر خاندان تاج الشریعہ کی فتویٰ نویسی پر ڈالتے چلیے۔ فتاویٰ بریلی شریف میں ہے:

"امام الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں فرمایا اور تا دم واپسی یعنی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء تک ۳۴/ سال یہ خدمت جلیلہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے، خاتم الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کی شروعات اپنی تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد تقریباً ۱۸۴۷ء میں فرمائی اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک یعنی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء تک قریب ۳۳/ سال اس عظیم الشان کام کو بحسن و خوبی انجام دیتے رہے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں بعمر ۱۳/ سال مسئلہ رضاعت سے فرمایا اور تا حیات یعنی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک ۵۲/ سال یہ اہم ذمہ داری بے لوث انجام دیتے رہے، شیخ الانام حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۱۲ء ھ/۱۸۹۵ء میں فرمایا اور تا حین حیات یعنی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تک ۴۸/ سال یہ خدمت خالص لوجہ اللہ انجام دیتے رہے، تاج دار اہل سنت شبیہ غوث اعظم مفتی اعظم عالم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی

قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں فرمایا اور تادم آخر یعنی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء تک ۷۱/ سال یہ عظیم ذمہ داری بطریقِ احسن انجام دیتے رہے، اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کا دور شروع ہوتا ہے، آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۶۷ء میں فرمایا اور ۳۵/ سالوں سے یہ سلسلہ زریں آج بھی جاری و ساری ہے"۔ (فتاویٰ بریلی شریف، ص:۲۲)

حضور مفتی اعظم ہند کے زمانہ ہی میں حضور تاج الشریعہ نے اپنی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۶۷ء ہی میں فرما دیا تھا اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی طرح آخری عمر ۲۰۱۸ء تک تقریباً ۵۱/ سال جاری رہا۔ آپ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ اور مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری کی زیر نگرانی فتاویٰ لکھتے رہے۔ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے پاس فتاویٰ کی کثرت کی وجہ سے کئی مفتی کام کرتے۔ مفتی اعظم نے فرمایا:

"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو۔ میں تمھارے سپرد کرتا ہوں"۔

لوگوں سے مخاطب ہوکر مفتی اعظم نے فرمایا:

"آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجو کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں"۔

اسی دن سے لوگوں کا رجحان تاج الشریعہ کی طرف ہوگیا۔ آپ خود اپنے فتوی نویسی کی ابتداء یوں تحریر فرماتے ہیں:

" میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔

حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا"۔ (ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم نمبر) ص ۱۵۱، بابت رجب ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

یوں تو حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۶۷ء سے ہی فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا لیکن حضور مفتی اعظم ہند کی وفات کے بعد ۱۹۸۱ء سے آپ مرجع فتاویٰ ہوئے۔ آپ کا فتویٰ عالم اسلام میں اک سند کا درجہ رکھتا ہے، اب تک آپ کے فتاوی کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ آپ تین زبانوں انگریزی، اردو اور عربی میں فتویٰ لکھتے تھے، آپ ن اپنی ملکیت و نگرانی میں ایک ماہ نامہ بنام "سنی دنیا" ۱۹۸۳ء میں جاری کیا جس میں مستقل ایک کالم "باب الاستفتاء" کے نام سے رکھا۔ اس باب میں چار پانچ صفحات فتاویٰ کے لیے خاص تھے۔ اس ماہ نامہ میں بھی حجرت کے فتاویٰ شائع ہوتے رہے۔ آپ کے پاس کئی براعظم کے اکثر ممالک سے کثرت سے سوالات آتے تھے یہاں تک کہ آخر کار آپ نے کثرت استفتا کے سبب اپنے مرکزی دار الافتا میں ۱۰/ مفتیان کرام کی ایک ٹیم مستعد کر رکھی تھی جو سوالات کے جوابات لکھا کرتے اور آپ ان فتاویٰ کی تصدیق فرمایا کرتے۔

**حج و زیارت:** تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری نے پہلا حج ۱۴۰۳ھ / ۴/ستمبر ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء تیسرا حج ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء میں ادا فرمائے۔ اور متعدّد بار عمرہ سے بھی فیضیاب ہوئے۔

**دوران حج سعودی مظالم کی تفصیل:** بمبئی ۱۳/ستمبر ۱۹۸۶ء / ۱۴۰۷ھ میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام جانشین مفتی اعظم کے مکہ مکرمہ بیجا گرفتاوی پر سعودی حکومت کے خلافت ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر مولانا ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی نے فرمائی بمبئی کے علماء ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ مجمع جو تقریبًا پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ جوش

احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں جانشین مفتی اعظم نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کیے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا، وھوھٰذا۔

۳۱/ اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس سے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انہیں باتھ روم میں بھیجا۔ پھر سی۔ آئی۔ ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا۔ اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہٗ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔ آئی۔ ڈی آفس لائے۔ اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اُٹھا لئے۔ مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا۔ میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا کہ تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا۔ میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں اس لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے ہیں میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں۔ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں اور حنفی مقتدی کی

رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا کہ یہ کتابیں مجھے انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں۔ جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہاہاں، یہ پہلی ملاقات تھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھاان سے تمھارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیجدیا گیا۔ دس بجے پھر سی آئی ڈی سے گفتگو ہوئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں۔ میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کیا ہے اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ وعدہ قمر الدیان السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ و تابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں ہم پر بہتان ہے۔ سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے وہابی اور سنی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سے توسل جائز ہے اور انہیں پکارنا بھی اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں

اور اللہ کے بتائے سے غیب کو بھی جانتے ہیں۔ اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی آئی ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار ﷺ کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لیے کہ سرکار ﷺ کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قوی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار ﷺ علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی۔ آئی۔ ڈی کے مطالبے پر میں نے توسّل کی دلیل میں وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار ﷺ سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو اور سرکار رسالت ﷺ بلا شبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں تو ان سے توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور اہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک بتاتے ہیں۔ لیکن ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں) دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی۔ آئی۔ ڈی نے میرے لیے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا۔ ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں''۔ میں نے اعتراض کیا کہ بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار

نامے میں اس نے یوں لکھا کہ میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار ﷺ غیب جانتے ہیں۔ اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنّیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامے کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بارہا بار وہی سوالات دہرائے بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور یہ کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے پر اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا۔ بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا۔ بلکہ اتحاد اسلامی اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اُٹھایا اور اس میں یہ مطالبہ کیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو رابطہ عالم اسلامی نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ندویوں وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔

تیسری نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی۔ آئی۔ ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے۔ ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے

نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس کے باوجود میری رہائش میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستے میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر قضاء ہوگئی۔ (سعودی حکومت کی کہانی اختر رضا کی زبانی ص ۳تا۸، مطبوعہ بریلی ۱۴۰۷ھ)

**امامت وخطابت:** حضرت مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند حضور تاج الشریعہ کو "رضا جامع مسجد" کی امامت وخطابت دوران طالب علمی ہی سے سپرد کردی تھی۔ چنانچہ رضا جامع مسجد میں آپ مستقل امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے بلکہ جب آپ ہمراہ ہوتے امامت کا حکم آپ ہی کے لیے ہوا کرتا۔ پھر آپ ۱۹۶۴ء میں جامع ازہر مصر چلے گئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے پھر امامت وتدریس دونوں فرائض انجام دینے لگے۔ جب آپ منظر اسلام کے عہدہ صدارت سے مستعفی ہوئے تو کچھ سال تک ملوک پور متّصل محلہ کنگراں کی ایک مسجد میں امامت کی، آپ کے امامت کرنے کی وجہ سے آپ ہی کی طرف منسوب کرکے اس مسجد کا نام "ازہری مسجد" رکھ دیا گیا ہے۔ پھر کچھ سالوں بعد رضا جامع مسجد میں ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مصروفیات کی کثرت، اسفار کی زیادتی، پنج وقتہ امامت کے لیے مانع ہوگئی۔ اس لیے جب بریلی میں ہوتے "رضا جامع مسجد" میں جمعہ کا خطبہ دیتے اور وقت ضرورت نصیحت آمیز کلمات ارشاد کرتے اور جمعہ کی امامت کرتے تھے۔ شہر بریلی کی عیدگاہ محلہ باقر گنج میں ہے، اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند کے بعد عیدین کی امامت وخطابت آپ کے سپرد ہوگئی تھی۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد سے آپ مستقل عیدین کی امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ پورا شہر حضرت تاج الشریعہ کی اقتدا میں نماز ادا

کرنے کے لیے عید گاہ میں کشاں کشاں اکٹھا ہو جاتا تھا۔ حضرت کی تلاوت و خطبہ، مصری عربی لہجہ میں ہوا کرتا تھا، لحن داؤدی کی تلاوت میں حضرت اپنی مثال آپ تھے۔ دلائل وبراہین سے مزین خطاب کرتے، آیتیں اور احادیث درمیان خطابت خوب پڑھتے، مطالب ومفاہیم بہت عمدہ بیان فرماتے۔ سامعین کے ذہن پر آپ کے خطبات بوجھل نہیں ہوتے نیز سامع کا ذہن اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، بلکہ مجمع سے یہ بات گونجتی کہ تھوڑی دیر اور بیان فرمائیں تھوڑی دیر اور بیان فرمائیں۔

**خطابت کی خصوصیات:** حضرت کا خطاب تین زبانوں میں ہوتا تھا۔ ہندو پاک وبنگلہ دیش میں اردو میں، عرب ممالک میں عربی میں، یورپ میں انگلش میں، حضرت کے سینکڑوں ٹیپ ہیں۔ یوٹیوب پر بھی بعض خطبات اپ لوڈ ہیں۔ حضرت کا انداز بیان سادگی اور شائستگی لیے ہوتا تھا۔ اسلوب عمدہ تھا، درمیان خطابت جوشیلا رنگ بھی آتا جس سے مجمع بیداری اور مستعدی کے ساتھ دل کے کان سے سننے لگتا ہے۔ حضرت سب سے پہلے عربی میں خطبہ پڑھتے، پھر آیت شریف کی تلاوت، اس کے بعد موضوع کی مناسبت سے عربی یا انگلش یا اردو وفارسی میں اشعار پڑھتے، پھر اقوال ائمہ اور احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ کی روشنی میں تلاوت کردہ آیت مقدسہ پر حالات حاضرہ کی روشنی میں ایمان افروز بیان کرتے۔ دور حاضر کے ممتاز اسلامی اسکالر ممتاز المحدثین علامہ ضیاء المصطفی قادری لکھتے ہیں:

”اللہ تعالی نے آپ (تاج الشریعہ) کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے، اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے، ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاذ کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ

راسخ حاصل ہے،آپ کی خطابت اور شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے سیوخ سنتے توکلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔یہ واقعہ میرے سامنے کا ہی ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت ہی محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کرڈالی ۔ حضرت کو میں نے انگلینڈ،امریکہ،ساتھ افریقہ،زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے۔اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں،اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔(المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند مترجم،ص:۴۲)

**تبلیغی وتعلیمی اداروں کی سرپرستی:** ہندوبیرونِ ہند درجنوں تبلیغی اور تعلیمی اداروں،تنظیموں، تحریکوں،مکتبوں اور فلاحی وملی سوسائٹیوں کی سرپرستی تاج الشریعہ فرماتے تھے،جن اداروں کوآپ کی سرپرستی حاصل تھی اس کی ایک طویل فہرست ہے جس میں سے چند کے بارے مولاناشہاب الدین رضوی ”حیات تاج الشریعہ“لکھتے ہیں:

۱:مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف ۲:مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھراپور بریلی،۳:ماہنامہ سنی دنیا،مکتبہ سنی دنیا، بریلی شریف،۴:آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی،بریلی شریف،۵:اختر رضالائبریری،صدر بازار چھاؤنی لاہور (پاکستان)، ۶: مرکزی دار الافتاء ڈین ہاگ،ہالینڈ،۷:رضااکیڈمی،ڈونٹااسٹریٹ کھڑک ممبئی،۸:جامعہ مدینۃ الاسلام،ڈین ہاگ،ہالینڈ،۹:الانصار ٹرسٹ،ملکی پور بنارس،۱۰:الجامعۃ الاسلامیہ،گنج قدیم، رام پور،۱۱:الجامعۃ النوریہ عینی،قیصر گنج ضلع بہرائچ،۱۲:الجامعۃ الرضویہ،وماہنامہ نور مصطفی، مغل پورہ پٹنہ بہار،۱۳:مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ،برہان پور ایم پی،۱۴:مدرسہ اہل سنت گلشن

رضا ،بکارواسٹیل دھنباد جھارکھنڈ،۱۵:مدرسہ غوثیہ جشن رضا پٹیلا ،گجرات ،۱۶:دار العلوم قریشیہ رضویہ ،گوہاٹی آسام،۱۷: مدرسہ رضاء العلوم ،گھوگاری محلہ ،ممبئی،۱۸:مدرسہ تنظیم المسلمین ،بائسی پورنیہ بہار،۱۹:مدرسہ فیض رضا کولمبو سری لنکا،۲۰:سنی رضوی جامع مسجد ،نیو جرسی امریکہ،۲۱:القور سوسائٹی و مسجد ، ہوسٹن امریکہ ،۲۲:اسلامک ریسرچ سینٹر کسگراں ، بریلی شریف،۲۳:جامعہ امجدیہ ناگ پور،۲۴:دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن ،لکھنؤ۔

نیز آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما بمبئی کا صدر ۱۹۷۰ء میں بنایا گیا اور ابتدا سے تادم تحریر مشہور و معروف اشاعتی ادارہ رضا اکیڈمی بمبئی کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری کی تحریک پر ۲۲/جولائی ،۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڑھ میں اکابر اہل سنت کا دینی و علمی اجتماع ہوا،افتتاح تقریر علامہ ارشد القادری کی ہوئی ،کافی دیر تک بحث و مباحثہ کے بعد جانشین مفتی اعظم کی قیادت میں سارے ملک سے فقہی مسائل اور علوم شرعیہ میں رسوخ رکھنے والے مفتیان کرام پر مشتمل ؛؛شرعی بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی اور جانشین مفتی اعظم کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ کو مسلم پرسنل لا کونسل کی ادارہ شرعیہ اترپردیش رائے بریلی میں تشکیل ہوئی ،آپ کو بحیثیت صدر مفتی پیش کیا گیا،مرکز الدراسات الاسلامیہ ،بریلی کے زیر اہتمام چلنے والی شرعی کونسل آف انڈیا اور امام احمد رضا ٹرسٹ کے آپ صدر نشین ہیں۔( حیات تاج الشریعہ،ص:۴۶-۴۷)

**حضرت تاج الشریعہ کی حق گوئی و بے باکی:** حضرت ایک مضبوط دل ،خوف خدا سے سرشار نفس رکھتے تھے۔بزرگوں اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تھے۔اللہ رب العزت نے حضرت کو جن گوناگوں صفات سے متّصف کیا ہے ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔آپ نے کبھی صداقت و حقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔چاہے کتنے ہی قید و بند ،مصائب وآلام اور ہاتھوں میں

ہتھکڑیاں پہننا پڑیں، کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے اس منشا کے مطابق فتاوی نہیں تحریر کیے۔ جب کبھی فتاوی تحریر کیے تو اپنے اسلاف، اپنے آباؤاجداد کے قدم بقدم تحریر کیے۔ جس طرح جد امجد امام اہل سنت سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے اسی طرح اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاوی اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

**نس بندی کے خلاف فتوی:** اندرا گاندھی سابقہ وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم وجبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتقاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی، اس نے یہ سب بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لیے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی، اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تاناشاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے، رقیبوں کو قید سلاسل میں جکڑ کر نذر زنداں کر دیا گیا، میسا جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا، ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دیا، پولیس عوام کو جبرا پکڑ پکڑ کر نس بندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نس بندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطہ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لیے دارالافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا، دوسری طرف دیوبند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے نس بندی کے جائز ہونے کا فتوی دے دیا، ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر وظالم حکمراں کے خلاف تاج دار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے حکم پر حضرت نے نس بندی کے حرام وناجائز ہونے کا فتوی صادر فرمایا، اس فتوی پر

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

فتوی کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ یہ فتوی واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتوی سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگان حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتوی قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

**مزارات پر عورتوں کی حاضری:** چند بہی خواہان مسلک اہل سنت و جماعت نے عرس رضوی میں عورتوں کی آمد پر حضرت کی توجہ مبذول کرائی، حضرت نے فوراً ۲۶ جولائی ۱۹۹۵ء کو اپنی طرف سے ایک مضمون شائع کرایا کہ مزارات پر عورتیں نہ آئیں، اور یہی امام اہل سنت اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ مولانا نے تمام مریدین و متوسلین کے لیے ہدایت نامہ جاری کیا کہ "اپنے ساتھ خواتین کو مزار شریف پر نہ لائیں"۔

**حکومتی عہدہ سے استغناء:** اتر پردیش کے سابق وزیر اعلی نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ ایل۔ سی نامزد کیا تھا۔ ان کی مقررہ میعاد ختم ہو جانے کے بعد حضرت کے لیے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع کر دیا۔ ۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقش بندی (گورنر اتر پردیش) آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ ایل سی نامزد کرنے کی حکومت اتر پردیش کی منشا ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع کر دیا، اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نقش بندی نے آپ سے بہت منت و سماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے، عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے، اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا، حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب و احترام کرتے تھے، مگر قربان جائیے حضرت تاج

الشریعہ پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے، کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے ؟

**بابری مسجد کا قضیہ :** چار سوسالہ تاریخی بابری مسجد (اجودھیا ضلع فیض آباد ) کا مسئلہ اسلامیان ہند کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے، فرقہ پرستوں نے بزور طاقت ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہید کر دیا، بابری مسجد کی شہادت سے قبل اور بعد میں بازیابی کی تحریک میں حضرت تاج الشریعہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا، حکومت ہند سے کانفرنسوں اور میمورنڈم کے ذریعہ مطالبات کی تحریک کو باآواز بلند پیش کرتے رہے، حضرت نے حافظ لئیق احمد خاں جمالی سجادہ نشیں آستانیہ جمالیہ رامپور اور مفتی سید شاہد علی رضوی کی قیادت میں چل رہی "جیل بھرو تحریک" کی مارچ ۱۹۸۲ء میں حمایت کا اعلان فرمایا، حضرت کے اعلان کے بعد تحریک میں جان آئی۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلی نارائن دت تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سیاسی صلاح کار مسٹر ایم۔ایل بھوتے دار نے ۷ا نومبر ۱۹۷۹ء میں بابری مسجد کے قضیہ پر آپ سے مفاہمت کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ دریں اثنا دوسرے قائدین نے اپنے کو مسلم کا رہنما پیش کر کے کچھ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے رہنماؤں کے بائیکاٹ کی عوام سے اپیل کی۔

مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

"جنوری ۱۹۹۵ء دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری جانشین مفتی اعظم (حضرت تاج الشریعہ) کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے وہ راقم السطور سے واقفیت رکھتے تھے، میں نے ان کی حضرت سے ملاقات کرائی انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہیں اور ملاقات کر کے دعائیں لینا چاہتے ہیں، آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں، حضور نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں، مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی

ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں، اور اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں، پوری امت مسلمہ ناراض ہے، کسی بھی صورت میں ان سے ملاقات کرنا پسند نہیں ہے، اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں، میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جب کہ وزیر اعظم ہند ۷/گھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپ کا انتظار کرتے رہے"۔(حیات تاج الشریعہ، ص:۴۷)

**مرکزالدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا:** حضور تاج الشریعہ کی پوری حیات زندگی کا سب سے اہم سرمایہ و کارنامہ " مرکزالدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا "کو کہا جائے تو بجا ہے جس کی بنیاد ۲۴/صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹/مئی ۲۰۰۰ء کی تاریخ، پیر کا مبارک و مسعود، دن، عرس رضوی کا پر بہار موقع اور سہ پہر دن کی سعادت مند ساعت میں آپ نے اپنے دست حق پرست سے ملک کے نامور علمائے کرام و مشائخ عظام کے زیر سایہ ہزاروں محبان مرکز اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں "گنبد رضا" محلہ سوداگران سے تقریباً ۷/کلو میٹر دور مرکز نگر، نزد سی بی گنج بریلی شریف میں خواب مفتی اعظم کو شرمندہ تعبیر کرتے ہوئے رکھا جو آج ایک عظیم سنی اسلامی یونیورسٹی کی شکل میں نظر آرہا ہے اور دنیائے سنیت کے مایہ ناز اسلامی اداروں کی صف میں کھڑا ہے۔ اس جامعہ کے کلیات و شعبہ جات کچھ دیکھ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی یہ جامعہ ہندوستان میں عظیم جامعات سے ایک ہے۔ اس جامعہ کے شعبہ جات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱)امام احمد رضا ریسرچ اینڈ ٹریننگ سینٹر (۲)ازہری ہاسٹل (۳)مفسر اعظم لائبریری متعلقہ بزم ازہری (۴)تاج الشریعہ لائبریری (۵)شعبہ علوم عصریہ (۶)اولڈ اسٹوڈینٹ آرگنائزیشن (۷) مرکزی رویت ہلال کمیٹی (۸) مرکزی دارالافتاء (۹) مرکزی دارالقضاء (۱۰) شعبہ تبلیغ واصلاح (۱۱) شعبہ نشر و اشاعت (۱۲)شعبہ

مذہبی صحافت (۱۳)شعبہ کمپیوٹر سائنس (۱۴)غزالی دارالتصنیف (۱۵)حامدی مسجد (۱۶)شرعی کونسل آف انڈیا (۱۷)علامہ حسن رضا کانفرنس ہال (۱۸)رضا ہیلتھ کیئر سینٹر (۱۹) حجۃ الاسلام ڈائننگ ہال (۲۰)مفتیٔ اعظم آئی ٹی سیل (۲۱)جیلانی گیسٹ ہاؤس (۲۲) البرکات آفسیٹ پریس (۲۳)نوری اسٹاف کالونی (۲۴)علامہ نقی علی کمرشیل کامپلیکس۔

**ماہ نامہ سنی دنیا:** اسلامی میڈیا میں رسائل و جرائد کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مرکز اہل سنت بریلی شریف سے حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۸۲ء میں ایک ماہ نامہ بنام "سنی دنیا" منظر عام پر لایا اور پھر یہ رسالہ مرکز اہل سنت بریلی شریف اور مرکزی دارالقضاء، مرکزی دارالافتاء، شرعی کونسل آف انڈیا، آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا ترجمان اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان کی حیثیت سے اب بھی شائع ہو رہا ہے۔

۱۹۸۲ء سے لے کر اب تک برابر میگزین منظر عام پر آرہا ہے کبھی کسی عذر کی بناء پر کسی ماہ کا ماہنامہ ضرور منظر عام پر نہیں آسکا مگر اگلے شمارہ دوماہی کر دیا جاتا رہا۔ یہ رسالہ اب تک، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، مولانا ذوالفقار رام پوری، مولانا شہاب الدین رضوی، مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی اور مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحبان کی ادارت میں شائع ہوتا آرہا ہے۔ رسالہ کے مشمولات میں مستقل کالم کے طور پر اداریہ، تجلیات نعت (اس کالم میں اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، استاذ زمن، تاج الشریعہ کے تحریر کردہ نعت و منقبت شائع ہوتے ہیں) بہار حدیث، ضیائے قرآن، فتاویٰ، سنی اداروں، تنظیموں کی سرگرمیاں، پیش قدمیاں شائع کیے جاتے ہیں جب کہ ان مشمولات کے علاوہ سنی قلم کاروں کے ادبی، فکری، دینی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

**وصال پُر ملال:** ۷/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارک بوقتِ مغرب بمقام کاشانہ حضور تاج الشریعہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے اور اہل

سنت اب ان کی ظاہری فیضان سے محروم ہو گئے لیکن فنا کے بعد بھی ہے شانِ رہبری ان کی۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔

**ولی باکرامت:** حضور تاج الشریعہ دام ظلہ جہاں ایک عاشق صادق، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں آپ باکرامت ولی بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ دام ظلہ، علینا کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر ہے ۔ ضمناً آپ کی چند کرامات پیش خدمت ہیں۔

**مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور، جھارکھنڈ) لکھتے ہیں:** ۲۲/جون ۲۰۰۸ء محب محترم جناب قاری عبد الجلیل صاحب شعبہ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم الحروف سے فرمایا کہ، ۵/سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دار العلوم حنفیہ ضیاالقرآن، لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی، سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نمازِ استسقاء پڑھی اور دعائیں کیں ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص: ۲۲۹)

**ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری (ممبئ) لکھتے ہیں:** میسور میں حضرت کے ایک مرید کی دکان کے بازو میں کسی متعصب مارواڑی کی دکان تھی، وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ دکان اس کے ہاتھ بیچ کر یہ مسلمان یہاں سے چلا جائے، اپنی اس جدو جہد میں وہ انسانیت سوز حرکتیں بھی کر گزرتا، اخلاقی حدوں کو پار کر جاتا، مجبور ہو کر حضرت کے اس مرید نے حضرت کو فون کیا، حالات کی خبر دی، معاملات سے مطلع کیا، حضرت نے فرمایا: "میں یہاں تمھارے لئے دعا گو ہوں، تم وہاں ہر نماز کے بعد خصوصاً اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھے سوتے جاگتے عموماً یا قادر کا ورد کرتے رہو۔" اس وظیفے کے ورد کو ابھی ۱۵/دن ہی ہوا تھا کہ نہ معلوم اس مارواڑی کو کیا ہوا، وہ جو بیچارے مسلمان کو دکان بیچنے پر مجبور کر دیا تھا اب خود اسی کے ہاتھ اپنی دکان بیچنے پر اچانک تیار

ہوگیا۔ مارواڑی نے دکان بیچی، مسلمان نے دکان خریدی، جو شکار کرنے چلا تھا خود شکار ہو کر رہ گیا۔ آج وہ حضرت کا مرید باغ و بہار زندگی گزار رہا ہے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص: ۱۷۶،۱۷۵)

**موصوف مزید لکھتے ہیں:** ہبلی میں ایک صاحب نے کروڑوں روپے کے صرفے سے عالی شان محل تیار کیا، مگر جب سکونت اختیار کی تو یہ غارت گر سکون تجربہ ہوا کہ رات میں پورے گھر میں تیز آندھی چلنے کی آواز آتی ہے۔ گھبرا کر مجبوراً اپنا گھر چھوڑ کر پھر پرانے گھر میں مکین ہونا پڑا۔ اس اثناء میں جس کو بھی بھاڑے (کرایہ) پر دیا سب نے وہ آواز سنی اور گھر خالی کر دیا۔ ایک عرصے سے وہ مکان خالی پڑا تھا کہ ہبلی میں حضرت کا پروگرام طے ہوا، صاحب مکان نے انتظامیہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت کا قیام میرے نئے کشادہ مکان میں رہے گا، مہمان نوازی کی اور دیگر لوازمات کی بھی ذمہ داری اس نے قبول کر لی، حضرت ہبلی تشریف لائے اور رات میں صرف چندہ گھنٹہ اس مکان میں قیام کیا، عشاء اور فجر کی ۲/وقت کی نماز باجماعت ادا فرمائیں، اس مختصر قیام کی برکت یہ ہوئی کہ کہاں کی آندھی اور کہاں کا طوفان، کہاں کی سنسناہٹ اور کہاں کی گڑگڑاہٹ سب یکسر معدوم، آج تک وہ مکان سکون و اطمینان کا گہوارہ ہے۔ (تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص:۱۷۶)

**تاج الشریعہ ارباب علم ودانش:** حضور تاج الشریعہ عالم اسلام کی ایک عظیم دینی، علمی و روحانی شخصیت تھی جس کے قائل نہ صرف عوام بلکہ اہل علم حضرات بھی آپ سے متاثر تھے اور ایسے متاثر تھے کہ ان حضرات نے آپ کے تعلق سے تاثر بھی تحریر فرمائے۔ کیسے کیسے تاثر لکھے؟ ان کی ایک مختصر جھلک پیش کی جاتی ہے:

**حضرت علامہ سید عرفان مشہدی مد ظلہ:** دور حاضر میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم کے سچے جانشین افکار رضا کے کھرے وارث قائد حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم علامہ الشاہ اختر رضا قادری بریلیوی دامت برکاتہم ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۴۶)

**حضرت علامہ سید فخرالدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ:**

اسی (خانوادہ رضویہ) عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ طریقت و شریعت کے علم بردار فقیر عصر مرطبع التقاویٰ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا تاج الشریعہ الحاج اختر رضا صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں مدظلہ کی ذات دستودہ صفات ہے جو علم وعمل زہد و تقویٰ شرم و حیا صبر و قناعت صداقت و استقامت وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصب ہے۔ یہ عصر حاضر کی وہ عظیم ہستی ہے جس سے عوام و خواص یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۲۴۹)

**قائد اہل سنت لامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے جو دیکھنے میں نہ آئی دیکھو تو ازہری میاں کو مختلف جگہ پروگرام میں جانا تھا رانچی ایرپورٹ پر اترے پھر بزریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ہی ان سے ملنے کے لیے ہزاروں میکشوں بھیڑ جمع ہو گئی تھی جب کہ رانچی میں رکنا نہ تھا صرف وہاں سے گزرنا تھا مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہونا بڑی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں میں بات پہنچا دیتی ہے اور سب جمع ہو جاتے ہیں۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۰۰)

**نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت اور ہردل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپکے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں میں ہی حاصل ہو گئی بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۰۰)

**حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی قبلہ:** علماء طلبہ عوام و خواص کے درمیان جانشین مفتی اعظم کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے اس زمانے میں مشکل ہی سے اس کی کوئی مثال ونظیر مل پائے گئی، خانوادہ رضویہ میں اس وقت علم و فضل فقہ و افتاء کے شعبے میں اس وقت ازہری میاں ہی آبروے خاندان ہے جس پہ اہلسنت کو فخر و ناز ہے۔ اہلسنت و جماعت کے لیے آپ کا دم غنیمت ہی نہیں بلکہ باعث برکت و رحمت ہے۔ آپ کا ایک بڑا کارنامہ مرکز الدراسات

الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا قیام ہے جو وسیع وعریض زمین کے اندر شاندار عمارتوں پہ مشتمل ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:۶۸)

**حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی صاحب قبلہ:** آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے-تفقہ فی الدین میں جو وارثت آپ کو حاصل ہے یکتاے زمانہ ہے، فقہی جزئیات نوک زبان رہتے ہے، حضور تاج الشریعہ اس وقت جماعت اہلسنت کے وہ قیمتی سرمایہ ہے جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی جو مرجعیت ومرکزیت آپ کو حاصل ہے وہ دوسرے کسی کو ہرگز نہیں پیروں میں آپ اس وقت سب سے بڑے پیر ہے مفتیوں کے بھی امام ہے-(تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۰۶)

**خلیفہ مفتی اعظم حضرت مفتی سید شاہد علی صاحب قبلہ رام پوری:** عصر حاضر میں اعلی حضرت کے علوم وفنون کے سچے وارث، حجتہ الاسلام ومفتی اعظم کے صحیح جانشین، روحانیت کے تاجدار، رضویت کے امینی تاج الشریعہ، فقہ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند محمد اختر رضا قادری ازہری ہے جو اہلسنت وجماعت کی عالمی سطح پر علمی ودینی، اعتقادی وفکری قیادت ورہبری فرمارہے ہے جن کے آفتاب شہرت واقبال کی کرنیں سارے عالم کو روشن ومنور کر رہی ہے۔(حیات تاج الشریعہ، جدید اضافہ ص:۱۲)

**شہزادہ احسن العلماء شرف ملت حضور سید شاہ اشرف میاں مارہروی قبلہ:** دعاگو رہتا ہوکہ کاش ہماری خانقاہ برکات کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے کے پودے والے سے یہ کہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہیماری خانقاہ کی تین کرامتیں تھے احمد رضا، مصطفٰی رضا اور اختر رضا (تجلّیات تاج الشریعہ ص.۲۸۵)

**حضرت سید شاہ فضل المتین چشتی قبلہ گدی نشین اجمیر معلی:** صاحب شریعت مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی ذات بابرکات علمی دینی روحانی سماجی خدمات کے حساب سے ایک مثال ہے یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں۔اور ایسے حلقے کے

سربراہ ہے جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، مسلکی، فقہی تاریخ مکمل ہو نہیں سکتی۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۳۵)

**حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی بلگرام شریف:** فقیر قادری کو جانشین مفتی اعظم ہند علامہ ازہری میاں صاحب سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے یہ ملاقات و رابطے دیرانہ تعلقات کے باعث ہے جو خانقاہ بلگرام و بریلی میں ہمیشہ سے رہے ہے موصوف کو خانقاہ رضویہ میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۱۰۶)

**جانشین مجاہد ملت حضرت مولانا سید غلام محمد جیبی قبلہ اڑیسہ:** حضور تاج الشریعہ اعلیحضرت کے علمی سرمایہ کے امین ہے اور عالمگیر شہرت و مقبولیت کے حامل ہے لاکھوں اہل طریقت کے قبلہ و عقیدت، شرعی کاونسل کے ذریعہ امت مسلمہ کو درپیش دینی مسائل کا حل نکالنے والے اور سواد اعظم کے منتشر ارباب افتاء کو یکجہتی کا پیغام دینے والے قائد، قدیم علوم کے ساتھ جدید علوم کے ذریعہ عصری تقاضوں کی تکمیل کے لیے عظیم دانش گاہ کے بانی ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۷۴)

**حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ اشرفیہ مبارک پور:** خانوادہ رضویہ کے چشم چراغ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی ذات علمائے کرام و مشائخ طریقت کے درمیان ایسے ہی نمایا اور ممتاز ہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کی انجمن میں نمایا ہوتا ہے- اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت و عقیدت لوگوں کے دلوں میں اس طرح ڈال دی ہے کہ جہاں بھی تشریف لیے جاتے ہے عوام و خواص سبھی آپ کی زیارت کے مشتاق اور دست بوسی کے لیے بے تاب نظر آتے ہے- مجلس علماء میں جب تشریف رکھتے ہے تو بلا اختلاف آپ ہی میر مجلس ہوتے ہے (تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۳۳)

# تاج الشریعہ کی تصانیف اور ان کا تعارف

حضور تاج الشریعہ کی مختصر حیات کے بعد اب آپ کی تصانیف پر خامہ فرمائی کی جارہی ہے جس میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست نمائی کے ساتھ ساتھ میسر کتابوں کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جائے گا اس لیے پہلے حضور تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ فہرست مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب قبلہ کی کتاب "سوانح تاج الشریعہ" کے صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۳ سے ماخوذ ہے:

| نمبر شمار | اسمائے کتب | زبان | تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱ | شرح حدیث نیت | اردو | مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا پاکستان |
| ۲ | ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم | اردو | مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان |
| ۳ | آثار قیامت | اردو | مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان |
|  | سنو! چپ رہو! | اردو | مطبوعہ ادارہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴ | | | معارف رضا ، پاکستان / برکاتی پبلیشرز، کراچی |
| ۵ | ٹائی کا مسئلہ | اردو | مطبوعہ المجمع الرضوی ، سوداگران بریلی |
| ۶ | تین طلاقوں کا شرعی حکم | اردو | مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب ،بریلی |
| ۷ | تصویروں کا حکم | اردو | مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب بریلی |
| ۸ | دفاع کنزالایمان ۲ جز | اردو | مطبوعہ ادارہ سنی دنیا ،سوداگران بریلی |
| ۹ | الحق المبین | اردو | مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران بریلی |
| | ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم | اردو | // |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۱ | القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق | اردو | مطبوعہ المجمع الرضوی ، سوداگران بریلی |
| ۱۲ | حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر، مقالہ | اردو | المجمع الرضوی ،سوداگران ، بریلی |
| ۱۳ | کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟، مقالہ | اردو | المجمع الرضوی ، سوداگران، بریلی |
| ۱۴ | جشن عید میلاد النبی ﷺ، مقالہ | اردو | المجمع الرضوی ، سوداگران، بریلی |
| ۱۵ | متعدد فقہی مقالات | اردو | مطبوعہ / غیر مطبوعہ |
| ۱۶ | سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی | اردو | مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا، سوداگران ، بریلی |
| ۱۷ | المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ | اردو | مطبوعہ دو جلد / غیر مطبوعہ |
| ۱۸ | منحۃ الباری فی شرح البخاری | اردو | جامعۃ الرضا، بریلی شریف |
| | تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت | اردو | اس پر کام جاری ہے |

| ۲۰ | نوح حامیم کے لڑکے سوالات کے جوابات (کفر، ایمان، تکفیر) | اردو | غیر مطبوعہ / قلمی |
|---|---|---|---|
| ۲۱ | الحق المبین | عربی | مطبوعہ المجمع الرضوی |
| ۲۲ | الصحابۃ نجوم الاھتداء | عربی | مطبوعہ دار المقطم، مصر |
| ۲۳ | شرح حدیث الاخلاص | عربی | المجمع الرضوی |
| ۲۴ | سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع | عربی | دار المقطم، قاہرہ، مصر |
| ۲۵ | تحقیق ان ابا ابراھیم تارخ لا آزر | عربی | مطبوعہ دار المقطم، قاہرہ، مصر |
| ۲۶ | نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا | عربی | دار المقطم، قاہرہ، مصر |
| ۲۷ | مرآۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (حقیقۃ البریلویہ) | عربی | دار المقطم، قاہرہ، مصر |
| ۲۸ | حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری | عربی | مطبوعہ مجلس برکات، مبارکپور |
| ۲۹ | حاشیہ المعتقد والمستند | اردو | مطبوعہ المجمع الرضوی، بریلی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۰ | سفینہ بخشش (دیوان) | عربی/اردو | مطبوعہ متعدد بار، المجمع الرضوی ، بریلی |
| ۳۱ | انوار المنان فی توحید القرآن | اردو | المجمع الرضوی |
| ۳۲ | المعتقد المتنقد مع المعتمد المستند (ترجمہ) | اردو | المجمع الرضوی ، بریلی |
| ۳۳ | الزلال الانقی مع بحر سبقۃ الا تقی (ترجمہ) | اردو | ادارہ سنی دنیا ،بریلی |
| ۳۴ | اھلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین | عربی | المجمع الرضوی، |
| ۳۵ | شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب) | عربی | شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ہے |
| ۳۶ | الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب) | عربی | دارالسنابل، دمشق |
| ۳۷ | برکات الامداد لاھل الاستمداد (تعریب) | عربی | جمیعۃ رضاے المصطفی، کراچی |
| ۳۸ | عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب) | عربی | المجمع الرضوی ، بریلی |

| ۳۹ | تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب) | عربی | المجمع الرضوی ،بریلی |
|---|---|---|---|
| ۴۰ | قوارع القہار فی رد المجسمۃ الفجار (تعریب) | عربی | دارالنعمان للعلوم، دمشق |
| ۴۱ | سبحان السبوح (تعریب) | عربی | دارالنعمان للعلوم، دمشق |
| ۴۲ | القمع المبین لاٰمال المکذبین | عربی | دارالنعمان للعلوم، دمشق |
| ۴۳ | النہی الاکید (تعریب) | عربی | دارالنعمان للعلوم، دمشق |
| ۴۴ | حاجز البحرین (تعریب) | عربی | دارالنعمان للعلوم، دمشق |
| ۴۵ | فقہ شہنشاہ وآن القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (تعریب) | عربی | المجمع الرضوی ، سوداگران، بریلی |
| ۴۶ | ملفوظات تاج الشریعہ | اردو | غیر مطبوعہ / قلمی |
| ۴۷ | تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم | اردو | مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب ، بریلی |
| | ترجمہ قصیدتان رائعتان | اردو | غیر مطبوعہ / قلمی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۹ | Few Englis fatawa | انگلش | مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی |
| ۵۰ | ازہر الفتاوی | انگلش | مطبوعہ حبیبی دارالافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ |
| ۵۱ | ٹائی کا مسئلہ | انگلش | ادارہ سنی دنیا |
| ۵۲ | A Just Answer to the blased author | انگلش | مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں ہے) |
| ۵۳ | فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ الادب لفاضل النسب) | اردو | مکتبہ سنی دنیا، بریلی |
| ۵۴ | ایک غلط فہمی کا ازالہ | اردو | برکات رضا، پور بندر، گجرات |
| ۵۵ | حاشیہ انوار المنان | اردو | المجمع الرضوی، سوداگران بریلی |
| ۵۶ | الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ | عربی | ناشر، مولانا عسجد رضا، (مطبع کا نام نہیں ہے) |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۷ | رویت ھلال | اردو | مشمولہ، ماہنامہ سنی دنیا، شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء |
| ۵۸ | چلتی ٹرین پر نماز کا حکم | اردو | مشمولہ، ماہنامہ سنی دنیا، شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء |
| ۵۹ | افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم | اردو | مطبوعہ |
| ۶۰ | تعریب فتاوی رضویہ، جلد اول | اردو | کمپوزنگ جاری ہے |
| ۶۱ | نغمات اختر | عربی | مطبوعہ |

اب راقم کو حاصل ہونے والی کتابوں کا تعارف بھی پیش خدمت ہے۔ واضح رہے کہ راقم کے پاس حضور تاج الشریعہ کی کتابوں کی برقی فائل یعنی پی ڈی ایف ہیں اور جو دستیاب ہو سکیں ہیں ان کا ہی تعارف شامل مضمون کیا جا رہا ہے۔

**آثارِ قیامت:** قیامت برحق ہے جس پر ہر مسلمان کا یقین و اعتقاد ہے لیکن قیامت کا وقوع کب ہوگا یہ صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کی عطا سے نبی کریم ﷺ کو معلوم ہے۔ البتہ وقوع قیامت سے قبل کچھ علامات ظاہر ہوں گی جن کا ذکر نبی کریم ﷺ نے متعدّد احادیث میں فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں حضور تاج الشریعہ نے آثار قیامت ہی پر مبنی "کنزالعمال" کی ایک حدیث کو موضوع بنایا ہے اور علامات قیامت کے تعلق سے بڑی نفیس گفتگو فرمائی ہے۔ مولانا عبد الرحیم نشتر فاروقی اس کتاب کا تعارف پیش کرتے ہوئے خامہ فرسا ہیں:

" زیر نظر کتاب " علامات صغریٰ " سے متعلق " کنزالعمال " کی ایک ایسی حدیث پر مشتمل ہے جو تقریباً قیامت کی ۷۲ / نشانیوں کو محیط ہیں۔

مرشدی، ملاذی و استاذی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی مد ظلہ النورانی نے سب سے پہلے اس حدیث پاک کا سلیس ترجمہ فرمایا ہے، اس کے بعد صرف ان آثار و علامات پر کلام فرمایا ہے جو عام فہم نہ تھے اور جو علامات عام فہم اور واضح تھے اس کا ترجمہ ہی اس انداز میں فرمایا ہے کہ مزید کسی تشریح و توضیح کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن علامات و آثار کی تشریح و توضیح کی ہے انھیں خاص طور پر ان کی مؤید احادیث کریمہ ہی سے واضح فرمایا ہے۔ اس طرح یہ کتاب " آثار قیامت " پر مشتمل حدیثوں کا ایک مبسوط اور نادر و دل آویز گلدستہ بن گئی ہے۔۔۔اس کتاب کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جو بھی بات کہی گئی ہے اسے حوالوں سے مدلل و مبرہن کیا گیا ہے "۔( آثار قیامت، ص:۹۔۱۰ )

**ٹائی کا مسئلہ:** فقہ کا یہ مسلم اصول ہے کہ تشبہ بالکفر کفر ہے لیکن غفلت بھرے اس پر فتن دور میں مسلمان دانستہ یا غیر دانستہ طور پر شعاری کفری اور مشابہت بالکفر اختیار کرنے میں دریغ بھی نہیں کرتے۔ انہیں میں ایک " ٹائی " بھی ہے جو عیسائیوں کا شعار مذہبی ہے اور جب یہ شعار مذہبِ نصاریٰ ہے تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہوگا بالکل واضح ہے۔ اسی ٹائی کے مسئلے پر حضور تاج الشریعہ نے " ٹائی کا مسئلہ " نامی کتاب رقم فرماکر مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی مکاریوں اور چال بازیوں سے آگاہ فرمایا اور مدلل انداز میں ٹائی کی شرعی حیثیت کی وضاحت فرمائی۔ اس رسالہ کی اہمیت و افادیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے احسن العلما حضرت سید مصطفی حیدر معروف بہ حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہ لکھتے ہیں:

" اس (ٹائی کے) مسئلہ پر عزیز موصوف زید مجدہ نے بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے

انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اس کے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ خود اپنی کاوش سے دلائل شرعی و فقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے"۔(ٹائی کا مسئلہ، ص:۳)

**ہجرتِ رسول:** سیرت رسول مقبول ﷺ کا ایک انقلاب آفریں حصہ "ہجرتِ رسول ﷺ" ہے بلکہ تاریخ اسلام، نہیں نہیں بلکہ تاریخ عالم کا ایک روشن و منور باب "ہجرتِ رسول ﷺ" ہے جس کے بعد اسلام اور تعلیمات اسلام کے فروغ کا انوکھا دور شروع ہوا۔ سیرت رسول کے اس اہم موضوع "ہجرتِ رسول" پر حضور تاج الشریعہ نے اپنے قلم فیض رقم سے لکھا اور مختصر لکھا لیکن جامع اور مستند و معتبر کتب کی روشنی میں لکھا جو ایمان افروز بھی ہے اور انداز دل پذیر اور انوکھا ہے جس سے قاری کو ایک خوش گوار لطف کا احساس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی حضور تاج الشریعہ نے ایک اعتراض کا جواب بھی اس رسالہ کے آخر میں عطا فرمایا۔ اعتراض یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت کی تو مدینہ منورہ ہی کی طرف کیوں؟ کسی اور مقام کا انتخاب کیوں نہیں؟ اور پھر اسی جواب کے تحت کتب متقدمین کی روشنی میں دیگر مقدس مقامات پر مدینہ منورہ کی فضیلت بیان فرمائی۔ چناں چہ آپ اپنے رسالہ کو اس جملہ پر ختم شد فرماتے ہیں:

"جب مدینہ منورہ کی یہ خصوصیت ہے تو اس لحاظ سے مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ پر فضیلت ثابت ہوئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔(ہجرت رسول، ص:۳۱)

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد<br>
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

**تصویروں کا حکم:** تصویر کی حرمت احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے کرام سے ثابت ہے۔ حرمت تصویر کی حدیث متواتر ہے جسے ۱۸؍ سے زائد محدثین کرام نے اپنی تصنیف میں نقل فرمایا اور ۲۱؍ سے زیادہ صحابہ کرام و تابعین سے یہ مروی ہے نیز اس کی حرمت چالیس سے زیادہ فقہ کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔ حضور تاج الشریعہ کا رسالہ "تصویروں کا حکم" حرمت تصاویر پر مشتمل ہے جس کی تالیف کا سبب کیا بنا؟ خود مصنف اس تعلق سے لکھتے ہیں:

"اس شمارے (ماہ نامہ "المیزان" ممبئی فروری ۱۹۷۶ء) میں نہایت حیت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا اور جس پر تمام اصحابِ فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والے کی نظریں جم گئیں، وہ عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتا ہے جو صورۃً استفتا ہے مگر انداز و اطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ غازیِ ملت حضرت ہاشمی میاں صاحب صاحب زادۂ گرامی حضرت محدثِ اعظم صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی طرف اس کی نسبت کی گی ہے۔ تصویر سازی کی حرمت کا مسئلہ متواتر المعنیٰ احادیثِ مبارکہ و اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و جماہیر سلف و خلف کی روشنی میں ایسا ظاہر ہے کہ اس کے متعلق خفا گمان کسی مسلمان پر نہیں ہو سکتا، چہ جائے کہ اس پر جو غازیِ ملت ہے اور مسلمان جسے اپنا مقتدا و پیشوا جانتے ہیں، کیا ایسا متواتر و ظاہر و باہر مسئلہ ءمحل نظر ہونے کو رہ گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون،۔۔۔ بہر کیف جب دعوت سخن دی گئی ہے تو ہم بھی حسبِ الحکم اس استفتا کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔ ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ، مسئلہ حقہ گزارش کیا جائے گا۔ آگے اختیار بدستِ مختار۔ (تصویروں کا شرعی حکم، ص:۶۔۵)

اس رسالے کا معیار کیا اور علمائے اہل سنت نے اس رسالہ کو کس نگاہ سے دیکھا اس تعلق سے اسی کتاب کی تصدیق کرنے والے علمائے کرام حضور مفتی اعظم ہند اور بحر العلوم حضرت سید افضل حسین کی تصدیقی تحریر کا دو اقتباس پیش ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند لکھتے ہیں:

"الحمد للہ، ماشاء اللہ "تصویروں کا شرعی حکم" میں نے سنا، بہت خوب لکھا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزائے خیر دے اور قبول فرمائے اور خدمتِ دین کی ایسی ہی مزید توفیق عطا فرمائے"۔(ایضًا، ص:۳)

بحر العلوم تحریر فرماتے ہیں:

"جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت میں احادیثِ کثیرہ شہیرہ ہیں۔ عزیزم محترم فاضل مکرم جناب علامہ اختر رضا خان سلمہ ربہ کا فتویٰ اس بارے میں نہایت قوی دلائل پر مشتمل ہے جو اوہامِ ضعیفہ اور شبہات سخیفہ کے ازالہ کے لیے کافی ووافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباعِ حق کی توفیق بخشے۔ ھوالہادی"۔(ایضًا، ص:۴)

**حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام:** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کا اسم گرامی کیا تھا؟ اس تعلق سے بھی کبھی بحث کا سلسلہ رہا۔ بعض کو آیتِ کریمہ "وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً" سے اشتباہ ہوا کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام "آزر" تھا لیکن یہ بھی متحقق ہے کہ آزر حالت کفر میں مرا اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد اور امہات سب کے سب موحد تھے اور ان میں سے کوئی بھی کفر میں ملوث نہیں تھے۔ اس وجہ سے ایک لوح انسان کشمکش کا شکار ہوجاتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد آزر تھے یا کوئی اور؟ اسی طرح کے ایک واقعہ اسلام پورہ بھیونڈی میں پیش آیا جس کے بعد حضور تاج الشریعہ سے استفتا کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے کچھ تفصیلی جواب لکھا اسی فتویٰ کو" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "کے نام سے مولانا شہاب الدین رضوی نے ترتیب دے کر رسالہ کی شکل میں "اسلامک ریسرچ سینٹر" کے تحت شائع کیا۔ راقم کے پیش نظر اس کی برقی فائل ہے جس کے صفحات ۳۹/ ہیں لیکن ان میں بھی مکمل رسالہ حضور تاج الشریعہ کے فتویٰ پر مشتمل نہیں بلکہ صفحہ/۳ سے صفحہ/۱۲ تک حضور تاج الشریعہ کی تحریر ہے جس پر قاضی ملت حضرت قاضی عبد الرحیم بستوی قدس سرہ کی تصدیق بھی ہے۔ بقیہ کتاب میں حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی بھیونڈی کی تحقیق و تحریر ہے۔ اس

رسالہ میں حضور تاج الشریعہ نے قوی دلائل سے ثابت فرمایا کہ حضرت ابرہیم کے والد صاحب "آزر" نہ تھے ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کے اکابر کرام وامہات کریمہ کے موحد ہونا مضبوط حوالوں سے ثابت فرمایا۔ یہ رسالہ ضخامت میں تو مختصر ہے لیکن اپنے اندر کافی مواد جلوہ گر ہے جس سے ایک قاری کو صحیح نتیجہ تک رسائی بآسانی ہوجاتی ہے۔

**دفاعِ کنز الایمان جز ۲،۱:** یہ کتاب کنز الایمان پر ہونے والے اعتراضات کے مسکت جواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے دلائل وبراہین کی روشنی میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاط اور عشق رسول ﷺ میں سرشار قلم سے ہونے والے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" کو مفسرین کرام کی تفاسیر، محققین حضرات کی تحقیق انیق کے عین مطابق اور مخالفین ومعاندین کے اعتراضات بے جا کو بے اصل و بے بنیاد ثابت فرمایا ہے۔ مزید اس کی خصوصیات مطالعہ کے بعد قارئین کو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ اس لیے اب مزید اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہ کر کے اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب کی تحریر نذر قارئین ہے جو کتاب کے پس منظر، کتاب کی کتابت سے طباعت تک کے تمام مراحل اور پریشانیوں کی عکاسی کر رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"زیر نظر کتاب مسمی "دفاع کنز الایمان" جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب کا معرکۃ الآرا مقالہ ہے، جسے انہوں نے ۱۹۷۶ء میں دیوبندی مولوی امام علی قاسمی رائے پوری کی گمراہ کن کتاب "قرآن پر ظلم" شائع کردہ مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع کھیری لکھیم پور کے جواب میں قلم بند فرمایا تھا اور جو المیزان کے "امام احمد رضا نمبر" میں "امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ المیزان والوں نے علامہ موصوف کا پورا مقالہ بھی نہیں چھاپا تھا اور اس میں جگہ جگہ سے عربی عبارتیں اور حوالے بھی اڑا دئے تھے، البتہ اردو ترجمہ کو برقرار رکھا تھا۔

المیزان میں اس کی اشاعت کے بعد اس کی مانگ بڑھی تو علامہ موصوف نے اپنا

مسودہ کتابت کے لئے دیا مگر کاتب صاحب اور پریس والوں نے سارا میٹر تباہ کر دیا اس طرح کتابی شکل میں یہ مقالہ نہ آسکا۔تقریبا ۱۱/سال بعد فقیر نے پرانا لکھا ہوا خستہ مسودہ حضرت علامہ موصوف سے حاصل کیا، اور مہینوں اس پر محنت کی تب جاکر کہیں مقالہ ترتیب میں آیا ۔لیکن پھر اس پر ایک آفت آئی کہ نئے کاتب صاحب نے عربی کی عبارتیں جو الگ تھیں اور جن کے لئے تاکید تھی کہ انہیں بھی لکھنا ہے انہیں لکھا ہی نہیں اور تین چوتھائی مقالہ کی کتابت جب لیکر آئے تب یہ راز کھلا کہ عربی عبارتیں انہوں نے بھی غائب کر دیں۔اب لوگوں نے مشورہ دیا کہ عربی عبارت کو رہنے دیجئے۔اس کتاب کو صرف علما ہی کے لئے تو شائع نہیں کرنا ہے ،بلکہ طلبہ اور عوام سب کے افادہ کے لئے اس کی اشاعت کرنی ہے ۔اس لئے عربی عبارات کے بغیر بھی مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔بدقت تمام حضرت علامہ اس پر راضی ہوئے۔

اب دوسری آفت اور آن پڑی کہ تقریبا تیس صفحات کی کتابت کاتب صاحب حضرت علامہ اور فقیر کی غیر موجودگی میں گھر پر کسی غیر ذمہ دار شخص کو دئے آئے اور اس نے وہ کتابت شدہ میٹر ہی غائب کر دیا۔بڑی چھان بین کی گئی لیکن نہ ملنا تھا نہ ملا،لہذا مزید چند صفحات کا اضافہ کرکے مقالہ پھر سے مکمل کیا گیا اور اب موجودہ صورت میں فاضل گرامی مخدوم مکرم جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی یہ تصنیف قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

زیر نظر کتاب اس حالت میں بھی کافی علمی و تحقیقی اور قیمتی ہے اور اس سے علما،طلبا، عوام سبھی فائدہ حاصل کریں گے ۔اعلی حضرت کے ترجمہ قرآن ؛؛کنزالایمان ؛؛کے سلسلہ میں لکھے جانے والے متعدّد مضامین و مقالوں میں اس کی ایک نئی اور علمی شان ہے جس نے آج سے گیارہ سال قبل کنزالایمان کے سلسلہ میں فرزندان دیوبند کے کھولے گئے فتنے کا سدباب کر دیا تھا اور آج بھی اس طرح کے فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اور ان کے

حملوں کو توڑنے کے لئے اس مقالہ کو ایک مستحکم قلعہ کی روپ میں کھڑا ہوا پائیں گے ۔

(نوٹ) دہلی کے ایک دیوبندی مولوی قاسمی نے الجمعیۃ نامی اخبار میں چند سال قبل چند اعتراضات کنزالایمان کے سلسلے میں اور بھی اٹھائے تھے ۔ انکا بھی مسکت جواب حضور علامہ ازہری صاحب قبلہ نے دفاع کنزالایمان کے نام سے دیا تھا جو ماہنامہ سنی دنیا کے علاوہ دگر سنی رسائل میں بھی شائع ہوئے تھے اور جن کی دو ایک قسطوں کو رضا اکیڈمی بمبئی اور سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور نے کتابی شکل میں بھی شائع کیا تھا۔ دفاع کنزالایمان کی وہ قسطوں کو دفاع کنزالایمان حصہ دوم کے نام سے جلد ہی علاحدہ سے کتابی شکل میں پیش کی جائیں گی" ۔

(دفاعِ کنزالایمان، ص: ۶۴۔۱۴۵)

**شرح حدیث نیت:** مذہب اسلام میں نیت کو ایک خاص مقام حاصل ہے، بعض اعمال و اشغال ایسے ہیں کہ اگر نیت ہو تو اس پر ثواب مرتب ہوتے ہیں ورنہ نہیں، اور نیت میں بھی اگر خلوص ہے تو وہ نیت قابل قدر ہے ورنہ بے سود۔ شرح حدیث نیت حضور تاج الشریعہ کی ایک اہم تصنیف ہے جسے حضور تاج الشریعہ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب کو وقتاً فوقتاً لکھوایا کرتے اور ڈاکٹر صاحب اسے ماہ نامہ "سنی دنیا" میں قسط وار شائع کر دیا کرتے پھر اسی قسط وار مضمون کو ڈاکٹر صاحب نے یکجا کر کے رسالہ کی شکل میں پیش کر دیا۔ راقم کے پیش نظر اسلامک ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام شائع ہونے والا نسخہ ہے جو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ر ۴ پر حضوور تاج الشریعہ کا پیش لفظ، صفحہ ر ۵ تا ۷ قاضی عبد الرحیم بستوی کا پیش گفتار ہے پھر حضور تاج الشریعہ کے ژرف نگار قلم سے حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی عالمانہ، فاضلانہ، صوفیانہ توضیح و تشریح شامل ہے جس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے نیت کسے کہتے ہیں، اس کے اثرات کن اعمال پر مرتب ہوتے ہیں، اس کے فوائد کس قدر بصیرت افروز ہیں، علمائے کرام کے اس بابت کیا رائے ہے اور ان کے مختلف خیالات کے ثمرات ۔ اور صاحب پیش گفتار اس کتاب کے تعلق سے لکھتے ہیں:

"اگرچہ آپ کے معمولات کا دائرہ وسیع تر ہے، دورہ تبلیغ و فتویٰ نویسی جیسے اہم امور کے سبب آپ کی زندگی بے حد مصروف ہے، لیکن اس کے باوجود زیر نظر رسالہ "شرح حدیث نیت "آپ کے وسعتِ علمی و بصیرت دینی کا حسین مرقع ہے، حدیث نیت کے بارے میں بہت عمدہ وگراں مایہ سرمایہ ہے اور اردو زبان میں نادر تحفہ ہے "۔ (شرح حدیث نیت، ص:٦ )

**تین طلاقوں کا شرعی حکم:** نام سے ہی واضح ہے کہ کتاب کس موضوع پر ہے۔ کتاب شاندار لب و لہجہ اور فصیح و بلیغ اردو کا مرقع ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں کیا ہے اور اس کتاب کی تالیف کا سبب کیا بنا؟ اس کا جواب مولانا شہاب الدین صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"١٤١٠ھ /١٩٨٩ء میں پاکستان سے ایک غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب جانشین مفتی اعظم کی خدمت میں آئے، آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرمادیا، ان جوابات کو کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے، مگر افسوس کہ ذخیرہ ڈاک میں وہ سوالات گم ہوگئے۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی یا تین ؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ایک ہی واقع ہوگی۔ جانشین مفتی اعظم نے مفصل و مدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے؛ اور آپ نے قرآن کریم، احادیث، خلفاے راشدین، ائمہ مجتہدین اور علماے سلف و خلف کے اقوال و اعمال سے ثابت کیا ہے کہ یک بارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی۔ مزید برآں جانشین مفتی اعظم نے ان کی تضاد بیانیوں پر مضبوط گرفت بھی فرمائی ہے اور غیر مقلدین پر سوالات قائم کیے ہیں جو انشاء اللہ قیامت تک ان کے سروں پر شمشیر برہنہ کی طرح لٹکتے رہیں گے اور وہ جواب دینے سے عاجز و قاصر رہیں گے "۔ (تین طلاقوں کا شرعی حکم، ص:٤۔٣)

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:** ٹی وی پر دینی پروگرام دیکھنا، دکھانا اور دینی پروگرام کی ویڈیو بنانا جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں علمائے اہل سنت کی تحقیقات مختلف ہیں اور ہر ایک کے پاس اپنے اپنے موقف پر دلائل ہیں نیز ہر ایک نے اپنے موقف پر کتابیں بھی تصنیف فرمائیں ہیں۔ انھیں کتابوں میں سے ایک حضور تاج الشریعہ کی "ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن" ہے جس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ صاحب کتاب نے اس میں مجوزین کے دلائل کا آپریشن کیا ہے۔ اس کتاب میں کیا ہے احسن العلماء حضرت سید مصطفی حیدر حسن علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

" حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب برکاتی زید مجدہ قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ (فاضل ازہر) کا فتویٰ نافع تقویٰ، قاطع طغویٰ، دافع بلویٰ، زیر عنوان "ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن" لگ بھگ دیکھا، پڑھا اور سمجھا۔ بحمدہ تعالیٰ اپنے موضوع پر وہ نہایت ہی واضح اور مفصل انداز میں لکھا گیا ہے اور فاضل مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہر ہر گوشہ پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں بہترین اور عام فہم انداز میں گفتگو فرمائی ہے۔ مکابرہ اور مجادلہ، سخن پروری اور ہٹ دھرمی جیسی لایعنی چیزوں کو پرے ڈال کر پورے خلوص کے ساتھ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ مسئلہ کی پورے طور پر تحقیق فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا اگر میں یہ کہہ دوں کہ زیر نظر فتویٰ اپنے موضوع پر حرفِ آخر ہے تو یہ بات میرے نزدیک مبالغہ یا شاعری، بے جا حمایت یا طرف داری نہیں بلکہ حقیقت واقعی کا کھلے دل سے اعتراف ہوگا"۔ (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، ص: ۸۹)

**چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کا حکم:** اس کتاب میں کیا ہے اس کو بیان کرتے ہوئے کتاب مذکور کے مقدمہ نگار مفتی شمشاد صاحب لکھتے ہیں: " حضور تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب میں مجلس شرعی کے فیصلے کے ہر حصہ پر مضبوط گرفت فرمائی ہے اور ان کے دلائل کا مختلف حیثیتوں سے منصفانہ جائزہ لیا ہے، مفہومِ مخالف سے استدلال کی کمزوری کو

بھی خوب خوب آشکار فرمایا ہے۔ کتاب کا سطر سطر حضور تاج الشریعہ کے علم و استدلال دقت نظر کا آئینہ دار ہے، مختلف جزئیات و شواہد سے اپنے موقف پر استدلال آپ کے تفقہ فی الدین اور قوتِ استنباط پر روشن دلیل ہے'' ۔(چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کا حکم، ص:۱۱ )

**جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:** یہ رسالہ حضور تاج الشریعہ کے آخری رسائل سے ایک ہے جس میں آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس بات کو ثابت فرمایا ہے کہ متعدّد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل شدہ خبر، خبر مستفیض نہیں اور اس بات کا بھی بیان ہے کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حدود قضا میں معتبر نہیں بلکہ شہر اور اطراف شہر تک محدود رہے گا۔ مذکورہ موضوعات پر آپ نے جہاں علمی تحقیقات کے جلوے بکھیرے ہیں وہیں قائلین جواز کے دلائل کا بھی بھرپور علمی جائزہ اور ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ اس رسالہ کے تعلق سے مفتی شبیر حسن رضوی صاحب جامعہ اسلامیہ رونا ہی لکھتے ہیں:

''آج بعض تجدد پسند حضرات، فقہاے کرام کے متعیّن کردہ استفاضہ کے معنیٰ و مفہوم میں تبدیلی اور بے جا تاویل کے درپے ہیں جو ہرگز قابلِ التفات نہیں، ایسے حالات میں حقیقتِ حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے جانشین علوم امام احمد رضا تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے وہ فقہی و علمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہا سے مزین مقالہ سپرد قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلا چوں و چرا تسلیم کرتا نظر آئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ''۔(جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت، ص:۲۸)

**ایک غلط فہمی کا ازالہ:** اردو زبان میں حضور تاج الشریعہ کا نہایت ہی مختصر کتابچہ جس میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام اہل سنت کی محبت و عقیدت اور بعض کی طرف سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا جواب ہے اس مختصر سے

کتابچہ میں۔ راقم کے زیر نظر اسلامک ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام شائع نسخہ ہے جس میں ۶۴ر صفحات ہیں لیکن صفحہ ر ۴ تا ۱۰ ہی اصل موضوع پر ہے اس کے بعد حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات ڈاکٹر عاصم اعظمی کی کتاب "سلطان الہند خواجہ غریب نواز" سے ماخوذ ہے لیکن اخذ حضور تاج الشریعہ نے فرمایا یا کسی اور نے اس کی کوئی صراحت نہیں۔

ثبوت جلوس محمدی: ۴۷ر صفحات پر مشتمل یہ رسالہ کوئی مستقل رسالہ نہیں بلکہ ایک استفتا کا جواب ہے۔ اس میں بھی حضور تاج الشریعہ ۹ تا ۲۳ کی تحریر اور علمائے اہل سنت کی تصدیق ہے پھر قاضی ملت قاضی عبد الرحیم صاحب قبلہ کا اسی استفتا کا جواب ہے اور آخری جواب مولانا شید شاہد علی رام پوری صاحب کا ہے۔ اس استفتا اور اس کے جواب کے پس منظر کو مولانا شہاب الدین رضوی صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں:

"بریلی ضلع کے قریب ہلدوانی میں فروری ۱۹۸۰ء کو جلوس محمدی پر حکومتی طور پر پابندی لگا دینے کے بعد مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا، اور احتجاجی مظاہرہ کے بعد اجازت مل گئی، بعدہ یہی صورت حال رام پور شہر میں پیدا ہوئی تھی۔ نواب کلب علی خان والیِ ریاست کے زمانہ میں عرصہ دراز تک جلوس نکلتا رہا، پھر مولوی وجیہ الدین احمد خان نے بدعت اور ناجائز قرار دے دیا۔ ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ھ میں آستانہ جمالیہ نقش بندیہ کے سجادہ نشین حضرت حافظ شاہ لئیق احمد جمالی نے اس پر علمائے کرام و مفتیان عظام سے استفتا قائم کیا جس پر ملک و بیرونِ ممالک مفتیان عظام نے فتاویٰ صادر فرمائے"۔ (ثبوت جلوس محمدی، ص:۷)

**سنو چُپ رہو:** کتب فقہ میں قرأت اور آداب قرأت کا باب بھی شامل ہوتے ہیں۔ مذکورہ کتاب اسی سے متعلق ہے، اس کے معرض وجود میں آنے کا سبب مولانا ابو السخا محمد عبد الرشید نوری ایم اے کے قلم سے سنیے:

"مسئلہ "حق نبی" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ پانچ سال، دس سال، پندرہ سال پہلے بھی یہ مسئلہ علما سے پوچھا گیا ہے اور اس پر محقق علما نے جو جواب زبانی عطا فرمایا وہ وہی تھا جواب آپ تحریری شکل میں، کتاب ھذا میں پڑھ لیں گے۔ ہاں بلاد عرب اور بلاد ہند کے علما

کے سامنے یہ ایک نیا مسئلہ تھا، چنانچہ خانقاہ رضویہ کے ایک خانوادے، امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نبیرہ، اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے نائب و جانشین، فاضل کل حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری دامت فیوضہم، جب پاکستان تشریف لائے اور انہوں نے یہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ دعامیں، امام و خطیب اور مقرر کی تقریر میں آیت درود شریف پڑھتے وقت ؛؛دوران قرآت ؛؛حق النبی ﷺ کا نعرہ لگاتے ہیں، تو مسئلہ بتائے بغیر نہ رہ سکے اور علی الاعلان جلسہ عام میں، مسئلہ ضرور یہ بیان فرمادیا، لوگوں نے یہ مسئلہ سنا اور سر تسلیم خم کر دیا، جو علما وہاں موجود تھے انہوں نے سراہا کہ حضرت نے صحیح وقت پر رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی مجمع میں صاحبزادے محمد زبیر صاحب بھی موجود تھے، موصوف کو اکابر سے اختلاف کا بہت شوق ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ بعض اکابر علما نے ان کی تحریر کی اصلاح فرمائی مگر صاحبزادے اپنی رائے پر مصر رہے اور اکابر کی رائے کو تسلیم نہیں کیا، موصوف کو خود اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور سے بعض مسائل میں عملا اختلاف ہے۔ چنانچہ اسی عادت قدیمہ مستمرہ کے تحت، صاحبزادے صاحب نے ایک سوال حضرت کو لکھ کر بھیج دیا جس کا جواب حضرت نے فوری دیا پھر اور سوال و جواب ہوئے، یہ تمام سولات و جوابات من وعن، کتاب ھذا کی زینت ہیں۔ قارئین اسے خود ہی پڑھ لیں گے، موصوف کے آخری سوال کے جواب میں حضرت ابھی لکھ ہی رہے تھے کہ صاحبزادے صاحب نے اپنی جلد بازی کی عادت کے تحت، خود ہی اپنے گھر کے ایک فرد کے نام سے سوال ترتیب دے کر جواب لکھا، اور بہت سے علما سے تصدیقات کرا کے رسالہ شائع کرایا۔ موصوف نے اپنے رسالہ میں جو دلائل پیش کئے ہیں، ان میں سے کئی کا جواب تو حضرت ان کو پہلے دئے چکے تھے۔ باقی کے جواب بھی حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں مدظلہ نے اس رسالہ پر اب تک کی آخری گفتگوئے ھذا میں مرحمت فرمادئے ہیں۔ جن کو قارئین پڑھ لیں گے "۔ (سنو چپ رہو، ص:۱۲۔۱۳)

**المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد کا اردو ترجمہ:** المعتقد المنتقد علم کلام میں

ایک معرۃ الآرا کتاب ہے اس کتاب کا نام تاریخی ہے جس سے ۱۲۷۰ھ برآمد ہوتی ہے۔ یہ کتاب عالم جلیل حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (۱۲۱۳ھ/م ۱۲۸۹ھ) کی تصنیف ہے اور اس کتاب پر حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فرمائش پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے حواشی تحریر کئے جس کا تاریخی نام المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ) ہے۔ یہ دونوں عربی زبان میں ہیں۔ حضرت نے معاصر علما کے اصرار پر اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کے اردو ترجمے کی ضرورت اور اہمیت کا اندازا اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس پر ہندو پاک کے ۲۲ جید علمائے کرام کی تقریظیں اور آرا شامل ہیں۔ اس ترجمہ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قاضی شہید عالم رضوی، جامعہ نوریہ بریلی شریف لکھتے ہیں:

"الحمد للہ! یہ دونوں (المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد) کتابیں بعض مدارس میں داخل درس ہیں اور باقاعدہ تعلیم دی جاری رہی ہے لیکن بعض مدارس اہل سنت میں اب بھی داخل درس نہیں ہیں۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ایک تو علم کلام میں فلسفیانہ مباحث داخل ہو جانے کی وجہ سے یہ فن دیگر فنون کے مقابلہ میں ادق اور مشکل سمجھا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں کے ادق مباحث کے حل کے لیے اب تک کوئی عالم فہم حاشیہ یا شرح نہیں لکھی گئی جس میں تمام عبارتوں کی تشریح اور مشکل الفاظ و تراکیب کی تنقیح اور تحلیل کی گئی ہو۔

رہا امام احمد رضا کا حاشیہ تو وہ در حقیقت مسائل کلامیہ کی تحقیق و تدقیق پر مشتمل ہے، اس میں محشی علام قدس سرہ نے خاص خاص مقامات میں تنقیح و تشریح فرمادی ہے، تمام الفاظ و عبارات کی تنقیح و تشریح کا التزام نہیں فرمایا ہے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ متن و حاشیہ دونوں کی تشریح یا حاشیہ یا ترجمہ تحریر کیا جائے تاکہ داخل درس کرنے میں جو رکاوٹ ہے وہ دور ہو سکے۔

مجاہد سنیت قائد اہل سنت عالی جناب حضرت مولانا شعیب صاحب جو تاج الشریعہ

فقیہ اسلام جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ مد ظلہ کے خویش بھی ہیں اور خلیفہ بھی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں متن و حاشیہ دونوں کا ترجمہ تحریر فرمانے کی گزارش کی اور حضور تاج الشریعہ نے بھی ان کی گزارش کو منظور فرمالیا، چوں کہ حضرت کو اطمینان و سکون کے ساتھ بریلی کی سرزمین پر رہنے کا موقع بہت کم ہی میسر ہوتا ہے لہٰذا جب تبلیغ و ارشاد کے دورے پر سرلنکا کے سفر پر روانہ ہوئے حسنِ اتفاق کہ حضرت مولانا شعیب صاحب اور تاج الشریعہ کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب مد ظلہ ہمراہ ہوئے، کتاب "المعتقد المنتقد" ساتھ رکھ لی گئی۔

بالآخر مورخہ ۲۷/ ۲جمادی الآخرہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳/ اگست ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب لنکن گھڑی سے سات بج کر ۲۵/ منٹ پر اور انڈین ٹائم سے چھ بج کر ۵۵/ منٹ پر بر مکان الحاج عبد الستار صاحب رضوی کولمبو سری لنکا، ترجمہ تحریر کرنے کے اس عظیم کام کا آغاز کر دیا گیا"۔ (المعتقد المنتقد، ص:۸۔۹)

اس طرح اس عظیم متن و حاشیہ کے ترجمہ کا کام شروع ہوا۔ شروع تو ہوا اور اس کا طریقہ کار کیا ہوتا؟ اس کو بیان کرتے ہوئے قاضہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"جس طرح یہ کتاب اپنے موضوع میں نفرد و لا ثانی ہے اسی طرح ترجمہ کا انداز بھی عام تراجم سے بالکل مختلف اور منفرد ہے۔ ایک تو حضرت کی نگاہ کمزور، دوسری بات یہ کہ تاب کا خط نہایت باریک، حضرت کے لیے عبارت دیکھ کر ترجمہ کرنا مشکل امر تھا۔ لہٰذا عالی جناب حضرت مولانا شعیب صاحب عبارت پڑھتے جاتے اور تاج الشریعہ فی البدیہ ترجمہ بولتے جاتے اور مولانا شعیب صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے جاتے، جہاں جہاں موقع میسر ہوتا ترجمہ کا عمل جاری و ساری رہتا، حتیٰ کہ ٹرین اور پلین پر بھی یہ مبارک کام موقوف نہ رہا۔ اس طرح اس ترجمہ کا بعض حصہ لنکا میں لکھا گیا اور بعض حصہ ملاوی اور بعض حصہ ٹرین اور پلین پر اور کچھ حصہ بریلی شریف میں قیام کے دوران لکھا گیا"۔ (ایضًا، ص:۱۰)

اور پھر یہ عظیم کام کب اور تنے ماہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا، قاضی صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

"ان گوناگوں مصروفیات کے باوجود چھ ماہ کی قلیل مدت میں ترجمہ کا کام مکمل فرما دیا لیکن بعض وجوہات کے پیش نظر اشاعت میں اتنی تاخیر ہوئی"۔ (ایضًا، ص:١٠)

**انوار المنان فی توحید القرآن:** یہ علم کلام کے موضوع پر حضور سیدی اعلی حضرت کی لاجواب کتاب ہے جو کلام لفظی اور کلام نفسی کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ کتاب آواز کی حقیقت سے متعلق رسالہ "الکشف شافیا حکم فونو جرافیا" میں آنے والے علم کلام کی معرکۃ الآرا اور نہایت دقیق مسئلہ "کلام لفظی و کلام نفسی" پر بحث ہے جس کا آپ نے الکشف شافیا میں ضمناً شامل فرمایا۔ اس اہم رسالہ کو حضور تاج الشریعہ نے اردو کا جامہ پہنایا تاکہ اس سے استفادہ آسان سے آسان تر ہو ساتھ ہی مشکل اور مغلق مقامات کی تشریح حضرت نے قوسین کے درمیان کی ہے اور بعض مقامات پر حاشیہ بھی تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب المعتقد مع المستند کے ترجمہ کے ساتھ ضم کر کے جامعۃ الرضا، بریلی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ص ٤١٨ تا ٤٧٢ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار ٢٠٠٨ء میں شائع ہوئی تھی۔

**القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:** ایسا شخص جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، وہ امامت کا اہل ہے یا نہیں؟ اس کا جواب پاکستان کے مفتی حضرت مولانا ڈاکٹر غلام سرور قادری جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، پاکستان نے لکھا۔ اس میں انہوں نے جواز کا قول کیا وہی سوال وجواب حضور تاج الشریعہ کے پاس بھیجے گئے۔ حضرت نے اس کا جواب لکھا اور مفتی صاحب کی سخت گرفت فرمائی اور بدلائل ثابت فرمایا کہ داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرانے والا فاسق معلن ہے جس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یہ رسالہ "فتاویٰ بریلی" میں شامل ہے۔ جس کی ترتیب مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی اور مفتی یونس رضا مونس صاحبان نے دی ہے۔ الرضا مرکزی دارالاشاعت، ٨٢ سوداگران، بریلی نے ١٤٢٣ھ/٢٠٠٢ء میں شائع کی ہے۔ فتاوی بریلی میں یہ رسالہ صفحہ ٤٠ر سے شروع ہو کر صفحہ ٥٢ر پر ختم ہے۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری وعلیٰ حواشی المحدث السہارنفوری:** حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی دینی خدمات میں سے سب سے اہم اور عظیم حاشیۂ بخاری ہے۔ اس حاشیہ میں کون کون سی خوبیاں پوشیدہ ہیں، اس کی نقاب کشائی کرتے ہوئے مولانا سلمان ازہری استاذ جامعہ اسلامیہ روناہی، فیض آباد رقم طراز ہیں:

"اس میں آپ نے نہ صرف احادیث کریمہ کے معانی و مفاہیم کو بیان فرمایا ہے بلکہ اسماء الرجال، جرح و تعدیل، اور فقہی مذاہب کو پر کشش اندازِ بیان میں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ معمولاتِ اہل سنت و جماعت کو احادیث کریمہ اور اقوال و اعمال صحابہ و علما کی روشنی میں اجاگر کرتے ہوئے بد مذہبوں کے عقائد فاسدہ و نظریات باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں صحیح بخاری کے محشی محدث احمد علی سہارن پوری کا علمی و فکری تعاقب بھی کیا ہے"۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۳۷۶)

**حقیقۃ البریلویہ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ:** تاج الشریعہ کی ایک نہایت اہم کتاب ہے جو بد نامِ زمانہ مصنف "احسان الٰہی ظہیر" کی ہفوات و اتہامات سے لبریز بد نامِ زمانہ کتاب "البریلویہ" اور اس کے مقدمہ نگار "قاضی عطیہ محمد سالم" کی طرف سے مصنف کی بے جا تعریف اور اہل سنت پر غلط الزامات سے بھری تقدیم کا نہ صرف رد بلیغ ہے بلکہ منہ توڑ جواب بھی ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں عقائد و معمولات اہل سنت کے صحیح خد و خال کی وضاحت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا مختصر مگر صحیح تعارف بھی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی صاحب لکھتے ہیں: "مرآۃ النجدیہ کیاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ہے، اس کتاب میں ان کے تمام عقائد و خیالات کی وضاحت ہے جن پر ان کا عمل ہے اور جو کتاب و سنت سے متصادم ہیں"۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۴۰۵)۔

**تحقیق أن أبا ابراہیم "تارح" لا "آزر":** اس رسالہ میں حضور تاج الشریعہ نے کیا تحریر

فرمایا ہے، اس کی تفصیل خود آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی: ” ابھی ۲۰۰۰ء کے بعد امام ابو منصور موہوب بن ابو طاہر احمد بن محمد بن خضر المعروف ” امام جوالیقی “ لغوی بغدادی ( ولادت: ۴۶۶ھ، وفات: ۵۴۹ھ، بغداد) کی کتاب ” معرب من الکلام الاعجمی علیٰ حروف المعجم “ پر نظر پڑی جس پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق ہے۔ اس کی تعلیق میں شیخ شاکر نے یہ لکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ” آزر “ ہے۔ میں نے اس تعلیق کے رد میں اپنا رسالہ ” تحقیق أن سیدنا أبا ابراہیم تارح علیہ السلام ولیس آزر “ لکھا“ ۔(تجلیات تاج الشریعہ ، ص:۴۰۹ )

اور غلام مصطفی رضوی صاحب مالیگاؤں اس کتاب پر تعارفی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ” زیر تبصرہ کتاب میں تاج الشریعہ نے جہاں والدین مصطفی ﷺ کے موحد ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے وہیں سیدنا ابراہیم علیہ والصلوٰۃ و السلام کے والد ماجد کے نام کی بھی تحقیق بیان فرمائی ہے اور کتب تفاسیر و احادیث سے بہترین انداز میں دلائل و براہین سے بات کو باوزن کیا ہے۔ چوں کہ قرآن کریم کی آیت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ” آزر “ تھے اور اس طرح کفر کی بنیاد بتاتے ہیں۔ چناں چہ تاج الشریعہ کا رضوی قلم مسئلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اٹھا اور مستحکم دلائل سے ثابت کر دیا کہ ” آزر “ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والد کا نام ” تارح “ تھا “ ۔(تجلیات تاج الشریعہ ، ص:۴۳۴۔۴۳۵ )

**فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ:** امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کان پور سے سید آصف صاحب نے ایک سوال ارسال فرمایا جس کا تعلق امام ہی کے نعتیہ دیوان کے دو مصرع سے تھا۔ سوال یہ تھا:

” التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب ملازمان کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ وہ مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم

معلوم ہوتے ہیں اور غالبا اس ہیچمدان کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں اور وودر صورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرع میں لفظ "شہنشاہ" خلاف حدیث ممانعت دربارہ قول ملک الملوک ہے بجائے "شہنشاہ" اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں، دوسرا یہ مصرع حضرت غوث اعظم قدس سرہ، کی تعریف میں: ع

بندہ مجبور ہے خاطر پر ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور وہی ذات مقلب القلوب ہے، چونکہ اس ہیچمداں سراپا عصیان کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ (دین نصیحت ہے۔ ت) پر محمول فرمائی جائے، بخدا فدوری نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا"۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱، ص:۳۳۹۔۳۴۰)

سید آصف ساحب کے مذکورہ سوال کے جواب میں امام اہل سنت نے ایک طویل جواب رقم فرمایا جسے آپ نے "فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ" کے نام سے موسوم فرمایا۔ جس میں آپ نے لفظ "شہنشاہ" کا مفہوم اور نبی کریم ﷺ کے لیے لفظ "شہنشاہ" کے استعمال کو بدلائل صحیح ثابت فرمائے اور یہ بھی ثابت فرمایا کہ بیشک محبوبان خدا کا بعطاء الٰہی دلوں پر قبضہ ہے۔

نہایت اہم اور قیمتی ابحاث پر مشتمل اس اردو رسالہ کو حضور تاج الشریعہ نے عربی زبان میں منتقل فرمایا۔ راقم کے پیش نظر اس کے دو نسخے ہیں۔ ایک نسخہ "المجمع الرضوی" بریلی شریف کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے جو ۵۴؍ صفحات پر مشتمل ہے اور صفحہ ۳؍ سے اصل رسالہ شروع ہے۔ دوسرا نسخہ "دار المقطم للنشر والتوزیع" کے تحت شائع ہوا ہے

جس میں صفحہ ۱۳ تا ۴۷ اصل رسالہ ہے اور "کلمۃ الاعداد" نے دو صفحے اپنے نام کیے ہیں۔ اس کے بعد سات صفحات میں امام اہل سنت اور حضور تاج الشریعہ کی حیات و خدمات کی مختصر جھلک پیش کیے گئے ہیں اور صفحہ ۴۷ تا آخر مصادر و مراجع کی فہرست ہے۔

**الأمن و العلى لناعتي المصطفي بدافع البلاء:** رسول گرامی وقار ﷺ کی ایک صفت "دافع البلاء" ہے ۔ جب اس صفت کے ماننے کو شرک سے تعبیر کیا گیا تو امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کے دافع البلاء ہونے کے اثبات میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، دو باب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اس رسالے میں ہے:

"یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔

مقدمہ اتمام الزام و تمہید مرام میں عائدہ قاہرہ و فائدہ زاہرہ پر مشتمل۔" (رسائل رضویہ، الامن والعلی، ص:۲۰۲)

اس رسالے کے مضامین کے بارے میں منیر العین فی تقبیل الابھامین میں ہے:

" یہ حدیثیں حضراتِ وہابیہ کی جان پر آفت ہیں اِنہیں دو ۲ پر کیا موقوف فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے بجواب استفتائے بعض علمائے دہلی ایک نفیس و جلیل و موجز رسالہ مسمی بنام تاریخی" الأمن و العلى لناعتي المصطفي بدافع البلاء" (۱۳۱۰ھ) ملقب بلقب تاریخی "إكمال الطامة على شرك سوى بالأمور العامة" تالیف کیا۔

نیز اس رسالہ میں کیا ہے اس تعلق سے منیر العین میں ہے:

"یہ مختصر رسالہ کہ چار ۴ جُز سے بھی کم ہے ایک سو تیس ۱۳۰ سے زیادہ فائدوں اور تیس ۳۰ آیتوں اور ستر ۷۰ سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں مجتمع نہ ملیں گے بحمد اللہ تعالٰی اُس کی نفاست، اُس کی جلالت، اُس کی صولت، اُس کی شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔" (ایضا، منیر العین، ص)

حضور نبی کریم ﷺ کے مشکل کشا، حاجت روا، دافع بلا اور صاحب عطا ہونے پر مشتمل امام اہل سنت کے اس قیمتی رسالہ کی حضور تاج الشریعہ نے تعریب کی اور ساتھ ہی تحقیق و تعلیق بھی اس پر لکھی ہیں۔ دنیائے عرب میں بے حد مقبول ہے۔ دار النعمان للعلوم ،دمشق سادات سے ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں چھپی ہے۔کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۹ تک مصنف کے حالات درج ہیں اور صفحہ ۱۰ تا ۱۳ حضور تاج الشریعہ کے حالات قلم بند ہیں۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۶ دمشق کے محدث حضرت شیخ عبدالجلیل العطا البکری کی تقدیم شامل اشاعت ہے۔

**شمول الاِسلام لاَصول الرسول الکرام:** یہ رسالہ اوخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ میں معرض تحریر میں آیا، جیسا کہ اسی رسالے کے آخر میں ہے:

" الحمدللہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ" شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام "نام ہوا۔ " (فتاویٰ رضویہ، ج:۳۰، ص:۳۰۵)

اس رسالے میں کیا ہے خود امام اہل سنت کی زبانی سنیے، آپ لکھتے ہیں:

" مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اہل توحید واسلام ونجات تھے، بلکہ حضور کے آباء و امہات حضرت عبداللہ وآمنہ سے حضرت آدم و حوا تک مذہب ارجح میں سب اہل اسلام و توحید ہیں۔قال اللہ تعالٰی: الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ۲۱۸ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۲۱۹

اس آیہ کریمہ کی تفسیر سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ اور حدیث میں ہے کہ رب عزوجل نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیبہ

وارحام طاہرہ میں رکھوں گا اور رب عزوجل کبھی کسی کافر کو طیب وطاہر نہ فرمائے گا، اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ۔اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام۔اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص اس باب میں چھ رسالے لکھے۔" (فتاوی رضویہ،ج:۱۴،ص:۲۷۴)

امام اہل سنت کے اس رسالہ کی بھی حضور تاج الشریعہ نے تعریب وتحقیق کی ہے اور حضرت کے صاحب زادے اور جانشین مولانا عسجد رضا قادری نے اپنے صرفہ سے چھپوائی ہے۔مراجع کتب ومآخذ کی تخریج وتفتیش مولانا محمد شعیب رضا قادری نے کی ہے۔پیش نظر جو نسخہ ہے اس میں مطبع کا نام نہیں اور کتاب ۱۲۸ر صفحات کو محیط ہے۔

**الصحابۃ نجوم الاهتداء:** یہ رسالہ حضور تاج الشریعہ کی علم حدیث میں درک پر دال ہے۔اس رسالے کے معرض وجود میں آنے کا سبب حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور و معروف کتاب " الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ "کے تعلیق کرنے والے نے حدیث پاک " اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اهتدیتم "پر تعلیق کرتے ہوئے اسے موضوع قرار دیا ہے۔اسی کی تردید کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے اس رسالہ کو ترتیب دیا۔جیساکہ تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

"و بعد فقد عثرت لبعض الحداثاء، علیٰ کلام فی حدیث اوردہ فی الشفاء، و هو "اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم إهتدیتم"ادعی فی تعلیقه علی الکتاب المذکور أن الحدیث موضوع، ولایتم له هٰذا الادعاء،ها أنا ذا أنقل فیما یلی کلامه ثم أتبعه بما یقطع مرامه و بالله أستعین هو حسبی و نعم المعین۔

قال تحت الحدیث المذکور فی الشفاء: موضوع: ذکره الذهبی فی المیزان (۱۴۱/۲)فی ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمی، و نقل قول

الدار قطني عنه: يضع الحديث، وقال ابو زرعة: روى أحاديث لا اصل لها، و ذكر هذا الحديث من بلاياه، و انظر: التلخيص الحبير لابن حجر (۲۰۹۸)، والاحكام لابن حزم (۶۱/۵)"۔

یعنی مجھے بعض روایات کی بنا پر اس حدیث کے بارے میں کلام (اعتراض)کاعلم ہواجو شفا شریف میں وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحابي کالنجوم بایھم اقتدیم اھتدیتم ہے۔اس نے کتاب مذکور کی پر اپنی تعلیق میں یہ دعوی کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالاں کہ ان کا یہ دعوی مکمل نہیں۔لو میں مندرجہ ذیل ان کے کلام کو نقل کرتا ہوں پھر اس کے بعد اس کو ذکر کروں گا جو ان کے مقصود کا رد کرے گا اور میں اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں وہ مجھے کافی ہے اور اچھا مددگار ہے۔

انہوں نے حدیث مذکور کے تحت شفا میں موضوع کہا ہے ذہبی نے اس کو میزان میں ذکر کیا ہے جعفر بن عبدالواحد ہاشمی کے ترجمے میں ، اور انہوں نے دارقطنی کا قول اس کے بارے یضع الحدیث نقل کیا ہے یعنی یہ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں ، اور ابو ذراعہ نے کہا ہے ایسی چند احادیث روایت کی گئی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور اس حدیث کو بے اصل روایتوں کا حصہ ذکر کیا ہے۔ ابن حجر کی التخلیص الجبیر اور ابن حزم کی احکام ملاحظہ فرمائیں۔

حضور تاج الشریعہ نے اس میں صحابہ کرام کی عظمت و اہمیت اچھے لب ولہجہ کے ساتھ بیان کیا ہے ۔بالخصوص حدیث پاک "اصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم "پر تفصیل سے بحث کی اور اس مفہوم کی متعدّد حدیثوں کو زیر بحث لے کر آئے اور اس حدیث کی فنی حیثیت کیا ہے، موضوع ہے یا نہیں، فن اصول حدیث کے ساتھ اس کا جائزہ لیا ہے۔دار المقطم للنشر والتوزیع نے اس کو شائع کیا ہے۔راقم السطور کے پیش نظر رسالے کا جو نسخہ ہے اس میں مذکورہ رسالہ کے ساتھ ساتھ" تحقیق أن أبا ابراھیم

" تارح " لا " آزر " بھی ضم ہے اس طرح اس مجموعہ کے مکمل صفحات ۱۰۸ رہیں جن میں سے ازابتدا تا ۶۲ زیر تبصرہ کتاب ہے۔

**الحق المبین:** ابو ظہبی سے ایک مجلہ " الھدی " نکلتا تھا۔ جس میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات سامنے آئے۔ اس کا رد حضور تاج الشریعہ نے عربی میں لکھا ہے اور اسے الحق المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

"فقد مر بنظری کلمة مؤلمة فی مجلة «الھُدیٰ» الصادرة من ابو ظھبی ملأی بأکاذیب و افتراءات علی اھل السنة و امام اھل السنة مولانا احمد رضا خان قدس سرہ و لاشك أن کل ھٰذہ الاکاذیب انما تلقتہ المجلة من اناس من الھند ھمتھم الافتراء علی اھل السنة و الجماعة و علمائھا لاسیما امام اھل الاسلام شیخ المسلمین العلامة احمد رضا خان اکرم اللہ مثواہ فی الدار المقام و قد زعم قائل ھذہ الکلمة ما نصہ : ظھرت فی البلاد بدعة جدیدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام و المسلمین و ھی البریلویة و رداً علیہ اقول : نسبتنا اھل السنة و الجماعة الی البریلویة دیدن الدیوبندیة من الھند و الذی اتھمونا بہ من الخروج عن الاسلام و المسلمین ھم احق بہ و اجدر اھل و ھٰذہ التھمة بھم الصق و نحن بحمد للہ عن ھٰذہ التھمة برءاء"۔ (الحق المبین، ص:۳)

یعنی اہل سنت اور امام اہل سنت پر افترا و جھوٹ سے بھرپور ابو ظہبی سے شائع ہونے والا مجلہ "الھدیٰ" کی اندوہ ناک باتیں میرے نظر سے گزری۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ جھوٹی باتیں کچھ ہندوستانی (دبد مذہب) کی طرف سے مجلہ کو پہنچی جنہوں نے اہل سنت و جماعت اور علمائے اہل سنت و جماعت خصوصاً شیخ الاسلام و

المسلمین علامہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان کا ارادہ کیا ہے اور اس نظریہ کے قائل نے گمان کیا کہ بلاد ہندوستان میں اسلام و مسلمان سے خارج بدعتی فرقۂ جدیدہ، بریلویہ ہیں۔ اس کا رد کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ ہم اہل سنت کی نسبت بریلویہ کی طرف ہندوستانی دیوبندیوں کی مرہونِ منت ہے اور جس کے سبب وہ دیوبندی ہمیں اسلام اور مسلمان سے خارج گردانتے ہیں وہی اس کے مستحق اور سزاوار ہیں اور یہ تہمت ان کے ساتھ چسپاں ہے اور الحمد للہ! ہم تو اس تہمت سے بری الذمہ ہیں۔

یہ رسالہ کے مکمل صفحات ۴۵؍ ہیں۔ اور مفتی یونس رضا مونس اویسی نے اسے مرتب فرمایا جبکہ مولانا شعیب نعیمی صاحب نے اس کی تصحیح کی اور مولانا عسجد رجا صاحب نے اس کتاب کی طباعت واشاعت کا اہتمام کیا۔

**عطایا القدیر فی حکم التصویر:** امام اہل سنت کی بارگاہ میں شہر احمد آباد سے ایک استفتا آیا جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

"ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹو گراف کی قیمت ۲۰/کے بک رہی ہیں او رنمونہ اصل خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کوملاحظہ فرمائیں، یہ فوٹو حضرات پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں؟ اور جن مکانوں میں یہ فوٹو ہوگا ان میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں؟ اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں؟ اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوابیانا شافیا توجرواجرا وافیا"۔(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۴، ص:)

اس استفتا کے جواب میں آپ نے دلائل وبراہین حرمت تصاویر ثابت فرمائی

اور یہ جواب اس قدر طویل ہوا کہ ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ رسالہ اردو زبان میں امام اہل سنت نے تحریر فرمایا تھا لیکن اس کے استفادہ کو عرب ممالک میں آسان بنانے ی غرض سے حضور تاج الشریعہ نے اس کی تعریب اور تحقیق فرمائی۔ راقم کے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ ۵۵ر صفحات کو شامل ہے۔ اس کی بھی ترتیب مفتی یونس رضا مونس اویسی اور تصحیح مفتی شعیب رضا نعیمی نے کی اور مولانا عسجد رضا صاحب نے "المجمع الرضوی" کے زیر اہتمام اس کی باعت واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

**الہاد الکاف فی حکم الضعاف:** امام اہل سنت کی بارگاہ میں سوال آیا کہ اذان میں کلمہ اشھد ان محمداً رسول اللہ سُن کر انگوٹھے چُومنا آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ تو اس کے جواب میں امام اہل سنت نے رسالہ بنام "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" پیش کر دیا جو "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس رساہ کی تعریب کا فریضہ حضور تاج الشریعہ نے عربوں کی فرمائش پر انجام دیا۔ راقم کے پاس حضور تاج الشریعہ کی تعریب کردہ مذکورہ کتاب نہیں بلکہ مرکزِ اہل سنت برکات رضا، پور بندر گجرات کا نسخہ ہے جس کی تعریب مولانا منظر الاسلام ازہری نے کی ہے۔ اس لیے اس رسالہ پر کوئی تبصرہ نہ کرکے مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب کا تبصرہ پیش ہے، آپ لکھتے ہیں:

"یہ اعلی حضرت کی اردو تصنیف ہے۔ حدیث ضعیف، اصول حدیث پر لاجواب کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ بھی حضرت نے عربوں کی فرمائش پر کیا ہے۔ یہ کتاب دار السنابل، دمشق، سوریہ اور دار الحادی، بیروت لبنان سے ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ عرب دنیا نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور عربی علما نے اس پر تقریظیں لکھیں۔ بعض کی تحریریں کتاب کے آخر میں درج ہے۔ یہ کتاب ۲۸۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہوئی ہے"۔ (سوانح تاج الشریعہ، ص: ۱۲۱)

**قوارع القہار علی مجسمۃ الفجار:** قرآن مجید کی آیات متشابہات پر آریہ اعتراضات کے تحقیقی جواب پر مشتمل اور جسمیتِ باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں ڈھانے والا یہ رسالہ "قوارع القہار علی مجسمۃ الفجار" کے نام سے موسوم ہے جبکہ تاریخی لقب "ضربِ قہاری" ہے۔ اس رسالہ کو امام اہل سنت نے کس قدر مصروفیت کے باوجود تحریر فرمایا نیز اس میں کیا کیا تحریر فرمایا، امام اہل سنت خود فرماتے ہیں:

"الحمد للہ کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور و السرور ماہِ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کو باوصف کثرتِ کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میلاد سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قوارع القهار علی المجسمة الفجار نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی سند آگنائی ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا، عدد ڈھائی سو ضرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود نہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، یونہی کتاب العلو مضطرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالف کی اس قدر جائے تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدود سطور پر ڈھائی سو کیا کم ہیں۔ وباللہ التوفیق، واللہ سبحنه وتعالی الهادی الی سواء الطریق وصلی اللہ تعالٰی علی النبی الکریم محمد واٰله وبارک وسلم امین"۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۹، ص: )

استفادہ عام کے لیے حضور تاج الشریعہ نے اس رسالہ کو بھی عربی کا جامہ پہنایا۔ راقم کے زیر مطالعہ "دار المقطم للنشر والتوزیع" کا نسخہ ہے جس کی تحقیق و ترتیب کا کام مولانا محمد اسلم رضا شیوانی نے کیا ہے جو کہ ۲۷۷ر صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

**سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع:** یہ کتاب بھی اپنی مثال آپ ہے اس میں حضور تاج الشریعہ نے ایک باطل نظریہ اور ناقص فتویٰ کا کارد کیا ہے۔

نظریہ یہ کہ مذہب اسلام کسی کا محتاج نہیں یہاں تک شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کا بھی نہیں اور ظلم تو اس وقت ہوا کہ اس باطل فتویٰ کو کتاب و سنت سے ثابت اور صحیح بتایا گیا۔ اور یہ نظریہ سراسر اسلام کے خلاف ہے اور یہودی ذہن رکھنے والوں کا ہے۔ یہ کتاب کل ۱۰۳؍ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو دار المقطم للنشر والتوزیع شائع کیا ہے۔

**تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون:** طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے؟ جواز فرار کی صورت میں، حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے؟ عدم جواز کی صورت میں، فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے، کبیرہ یا صغیرہ؟ گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟ طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ عدم جواز کی صورت میں فرار عن الطاعون، سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ؟ طاعون سے فرار کو بمقابلۂ حدیث حرمت فرار عن الطاعون، جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟ بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا، قولِ حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی؟

اس طرح کے اور بھی کئی سوالات کے جواب پیش کرتا امام اہل سنت کا ایک اہم رسالہ "تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون" ہے جس کی تعریب و تحقیق نیز جا بجا تقریرِ مفید حضور تاج الشریعہ کے قلم سے المجمع الرضوی بریلی شریف کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ اس کی ترتیب مفتی یونس اویسی صاحب اور تصحیح مفتی مظفر حسین رضوی اور مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی نے کی۔ یہ رسالہ ۷۴؍ صفحات کو شامل ہے۔ اس رسالہ کے بارے میں

مرتب صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

" مجھے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ کی تبحر علمی کسی سے مخفی نہیں اس رسالہ کی تقریب پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ ہم کسی عرب عالم کی تحریر سے لطف اندوز ہورہے ہیں "۔(تیسیر الماعون، ص:۴)

**شرح حدیث الاخلاص:** حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی تشریح و توضیح کرتا ہوا حضور تاج الشریعہ کا ایک انوکھا رسالہ ہے جس سے علم حدیث میں آپ کی وسعت نظر کا بھی علم ہوتا ہے ساتھ ہی یہ رسالہ آپ کی فقہ و فتاویٰ، تصوف اور نحو و لغت اور کتب اسلاف پر آپ کی گہری نظر کا منہ بولتا ثبوت ہے کیوں کہ اس رسالہ میں آپ جہاں مذکورہ حدیث کی محدثانہ تشریح فرمائی ہے وہیں فقیہانہ ، صوفیانہ ، نحویانہ اور عارفانہ کلام بھی فرمایا ہے ۔ یہ رسالہ المجمع الرضوی سے مولانا محمد عسجد رضا خان صاحب کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے جو ۳۴ر صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ اس کو دامادِ تاج الشریعہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی صاحب نے مرتب فرمایا اور مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نظامی صاحب نے اس کی تصحیح کا کام انجام دیا۔

**اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین:** یہ رسالہ راقم کے پیش نظر نہیں ہے اس لیے مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب کی معلومات پر اکتفا کیا جاتا ہے، آپ لکھتے ہیں:

"اعلی حضرت کی اردو تصنیف ہے حضرت نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ اس میں وہ مسائل درج ہیں جن کی اشاعت شیخ نجدی محمد بن عبد الوہاب نے کی تھی۔ اعلی حضرت اس نظریہ سے متفق نہیں ہیں ۔لھذا انہوں نے اپنے نظریات کو قرآن واحادیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران، بریلی نے شائع کی ہے۔ اس نسخہ میں حضرت نے بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہے وہ موضوع کی مناسبت سے اس کے شروع میں ضم ہے ۔یہ کتاب ۸۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ۔ سن طباعت درج نہیں ہے "۔(سوانح تاج الشریعہ، ص:۱۲۲)

**برکات الامداد لاہل الاستمداد:** اہل اللہ سے مدد طلب کرنا ایک جائز امر ہے نہ کہ شرک۔
اسی تعلق سے امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اس طرح سوال ہوئے:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیۃ وایاک نستعین کے معنی وہابی یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے۔

دیکھ حصر نستعین اے پاک دیں استعانت غیر سے لائق نہیں

ذات حق بیشک ہے نعم المستعان حیف ہے جو غیر حق کا ہو دھیان

اور علمائے صوفیہ کرام کا عقیدہ یوں ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ایمان تھا کہ ع

نداریم غیر از تو فریاد رس

(ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں رکھتے۔ ت)

اور حضرت مولانا نظامی گنجوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی دعا میں عرض کرتے تھے۔

بزرگا بزرگی دہا بیکسم توئی یاوری بخشش و یاری رسم (اے بزرگ! بزرگی عطا فرما کہ میں بیکس ہوں، تو ہی حمایت کرنے ولا اور میری مدد کو پہنچنے والا ہے)

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ دلچسپ و عبرت دلہا بیان کرتا ہے جو تحفۃ العاشقین میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نستعین پر پہنچے بیہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش ہوا فرمایا: جب رب العالمین ایاک نستعین فرمائے اور میں غیر حق سے مانگوں مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا، دوسری آیت شریف جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصہ کی کہ انی وجہت وجھی للذی سے بیان کرتا ہے اور بہت سی آیت شریفہ اور حدیث پاک اور قول علماء و صوفیہ بتاتا ہے لہٰذا مستدعی خدمت عالی ہوں کہ تردید اس کی مرحمت ہو کہ اس

وہابی سے بیان کروں جواب قرآن کا قرآن سے ، حدیث کا حدیث سے ، اقوال کا اقوال سے ، ارشاد فرمائے گا اور معنی لفظی ہوں "۔(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱، ص:)

مذکورہ سوالات کے جواب میں جب امام اہل سنت نے قلم اٹھایا تو مکمل ایک رسالہ ہی معرض وجود میں آگیا لیکن یہ رسالہ اردو میں ہونے کے سبب عرب ممالک میں اس سے استفادہ آسان نہیں تھا اس لیے "برکات الامداد" کی برکتوں سے مالا مال کرنے کے لیے حضور تاج الشریعہ نے اس کی تعریب فرمائی اور جمعیۃ رضاء المصطفیٰ ، کراچی ، پاکستان نے شائع کیا ہے۔ اس کی تخریج ابو البرکات محمد ثاقب اختر القادری صاحب نے کی اس کتاب پر حضرت کا اصلی نام محمد اسماعیل الازہری درج ہے۔ یہ کتاب ۴۸ ر صفحات پر مشتمل ہے۔

**الفردۃ فی شرح البردۃ:** مدحت رسول مقبول ﷺ میں امام عشق حضرت علامہ امام بوصیری رضی اللہ عنہ مشہور و معروف کتاب "قصیدۃ البردۃ" کی اب تک ایک نہیں بلکہ کئی ایک اچھی اور قیمتی شروحات منظر عام پر آئے ان میں ایک نہایت اہم شرح حضور تاج الشریعہ کے رضوی قلم سے منصہ شہود پر آنے والی کتاب "الفردۃ فی شرح البردہ" ہے جس میں علمی وفنی گفتگو بھی ہے اور علوم متداولہ مثلاً نحو وصرف ، معانی وبیان ، ادب ومنطق ، علم کلام وعلم حدیث اور علم فقہ واصول فقہ وغیرہ کی اصطلاحات اور انکی تعریفات بھی ہیں اور اکابر علمائے اہلسنت کی کتابوں سے عقائد اہلسنت کا اثبات بھی۔ خصوصاً جابجا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تصنیفات سے معمولات اہلسنت کی وضاحت بھی ہے نیز دگر شارحین کے تسامحات پر تنبیہ بھی گویا حضور تاج الشریعہ کی یہ شرح یونی؛؛الفردہ فی شرح البردہ؛؛سابقہ تمام شروح کی جامع اور قاری کی تشنگی کو دور کرنے والی ہے۔

قصیدہ بردہ شریف میں کل دس فصلیں ہیں۔ پہلی فصل غزلیات میں ہے۔ اس فصل میں حضرت تاج الشریعہ نے علم نحو وصرف اور علم معانی وبیان کے اعتبار سے شرح فرمائی ہے۔ دوسری فصل نفس امارہ کے بیان میں ہے۔ اس میں حضرت نے مذکورہ علوم وفنون کے

ساتھ ساتھ علم تصوف وروحانیت سے بھی کام کیا ہے ۔تیسری فصل مدح نبوی علیہ الصلوۃ والسلام پر مشتمل ہے ۔اس میں حضور والا نے اپنے جد کریم سیدی اعلی حضرت اور دیگر اکابر علمائے اہل سنت کی کتب سے عشق رسالت کا درس دینے کے ساتھ عقائد و معمولات اہلسنت کا واضح بیان فرمایا ہے اور احادیث مبارکہ سے حضور علیہ السلام کے فضائل وشمائل بیان فرمائے ہیں ۔چوتھی فصل میلاد النبی ﷺ کے بیان میں ہے ۔اس میں میلاد مصطفی ﷺ منانے کی مشروعیت پہ بحث کی ہے ۔اور دلائل وبراہین سے ثابت فرمایا ہے کہ میلاد مصطفی ﷺ منانا ایسا نیک عمل ہے جسے مسلمانوں نے اپنے آباؤاجداد سے ورثے میں پایا ہے ۔پانچویں فصل حضور اکرم ﷺ کے معجزات کے بیان میں ہے ۔اس فصل کی شرح میں کثرت کے ساتھ آیات واحادیث نقل کی ہیں ۔چھٹی فصل شرف قرآن کے بیان میں ہے ۔ اس کے اشعار کی شرح میں علم عقائد کی مشہور و معرکۃ الآرا بحث کلام باری کے تعلق سے انتہائی فاضلانہ اور پر مغز بحث کی ہے اور کلام نفس وکلام لفظی کی بحث میں اعلی حضرت کے رسالے "انوار المنان فی توحید القرآن" سے نقول پیش کئے ہیں اور شرف قرآن کے متعلق بحث امام اہل سنت کی تصنیف لطیف "انبیاء الحی بان کلامہ المصون تبیان لکل شئ" سے پیش فرمائی ہے ۔ساتویں فصل معراج کے بیان میں ہے اس کے اشعار کی شرح میں آپ نے واقعہ معراج میں مذاہب مختلفہ، معراج کے متعلق روایات مختلفہ میں جمع وتطبیق، واقعہ معراج کے رات میں ہونے کی حکمت اور رویت باری تعالیٰ سے متعلق قیمتی ابحاث شامل ہیں ۔آٹھویں فصل میں نبی کریم ﷺ کے جہاد کے بیان میں ہے، نویں فصل حبیب خدا ﷺ کی ذات بابرکت کو وسیلہ بنانے کے بیان میں ہے اور دسویں فصل مناجات اور عرض حاجات کے بیان میں ہے ۔

درج بالا اردو وعربی کتب ورسائل تاج الشریعہ راقم الحروف کے پاس برقی فارمیٹ (یعنی پی ڈی ایف) میں دستیاب تھے جس سے حضور تاج الشریعہ کے کتب ورسائل کا مختصر مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ مزید کتب راقم کے پاس نہیں اور نہ فی الوقت کہیں سے حاصل ہونے

کی سبیل اس لیے مزید چند کتب و رسائل کا تعارف مفتی یونس رضا اویسی صاحب قبلہ کی کتاب "سوانح تاج الشریعہ" سے من وعن نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

**فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق:** یہ سیدی اعلی حضرت کی عربی تصنیف "الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی" (سب سے بڑے تقوی والے کی سبقت کے دریا کا صاف ستھرا پاکیزہ ترین پانی) کا اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے۔

پیش لفظ کے تحت مولانا عبدالمبین نعمانی لکھتے ہیں:

"یہ کتاب اب تک زیور طبع سے محروم تھی، جانشین مفتی اعظم، وارث علوم مجدد اعظم، مرجع اہلسنت امام ملت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ صدر مفتی مرکز اہلسنت بریلی کا خدا بھلا کرئے کہ انہوں نے اس کتاب عظیم وجلیل کو سنبھال کر رکھا اور اس کی اشاعت کا انتظام کیا اور اردو داں طبقے کے افادے کی غرض سے اس کا نہایت سلیس اور رواں اردو ترجمہ بھی فرمایا جو ہم پر موصوف کا احسان عظیم ہے"۔

یہ کتاب پہلی بار ادارہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران، بریلی نے صفر ۱۴۱۵ھ/اگست ۱۹۹۴ء میں شائع کی ہے۔ یہ کتاب ۲۱۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کو ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے کمپوز کرا کے شاندار ٹائٹل کے ساتھ صفر ۱۴۲۸ھ/مارچ ۲۰۰۷ء میں شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ ۲۱۴ صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔ (سوانح تاج الشریعہ، ص:۱۱۷)

**تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم:** "تجلیۃ السلم" اعلی حضرت کی اردو تصنیف ہے۔ اس پر حضور تاج الشریعہ کی بڑی زوردار تقدیم ہے۔ حضرت تقدیم میں لکھتے ہیں:

ان (اعلی حضرت) کی یہ تصنیف بھی فوائد گراں قدر کا خزانہ اور تنقیح وتصحیح کا مجلی آئینہ ہے ہمارا قصہ بعونہ تعالی یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفسیہ کا اجمالی بیان کر دیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ وخلاصہ کریں۔

یہ رسالہ حضور تاج الشریعہ کی کوشش سے پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوا، وہ لکھتے ہیں:

سیدنا اعلیٰ حضرت کے گنجینہ جواہر کا ایک اور انمول موتی ہدیہ ناظرین ہے۔ میری مراد رسالہ مبارکہ ؛؛تجلیۃ السلم فیئ مسائل من نصف العلم ؛؛سے ہے جواب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہوا تھا رسالہ کیا ہے مسائل میراث میں اپنے نام کے بمصداق مشعل راہ ہدایت ہے جس سے نہ مبتدی کو بے نیازی نہ منتہی کو استغنا۔

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کا تحریر کیا ہوا ہے مگر اس کی ابتدا میں تقدیم حضور تاج الشریعہ کا تحریر کردہ ہے۔(ایضاً، ص:۱۱۸)

**النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید:** یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے۔ حضرت نے اس کی تعریب کی ہے۔ فضیلت الشیخ عبد الجلیل العطا البکری محدث دمشق نے کتاب پر تقدیم اور مصنف و معرب کے مختصر حالات لکھے ہیں یہ کتاب بھی دار النعمان للعلوم، دمشق نے ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں طبع کرائی۔ ٹائیٹل نہایت عمدہ ہے ٹوٹل صفحات ۹۶ ہیں درمیانی سائز سے بڑی ہے۔(ایضاً، ص:۱۲۲)

**نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین:** یہ عربی زبان میں ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ولادت کی خوشخبری ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے ابولہب کو دی۔ اس خوشی میں ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اس کو بعض حضرات نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر حضور تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ/۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں یہ سوال در پیش ہوا۔(ایضاً، ص:۱۲۷)

حضرت خطبہ کے بعد لکھتے ہیں:

”فقد سئلت وانا بالمدینۃ المنورۃ یوم الاحد ۱۸ ذی الحجہ

۱۴۳۱ھ الموافق ۲۸ نوفمبر ۲۰۱۰ء عما یزعمه المعترض علی ماورد فی الحدیث عن ثویبة مرضعة النبی ﷺ ،وانه یخفف عنه العذاب یوم الاثنین لذالك زعم المعترض أن الحدیث كذب لما زعم من معارضة الأیات والاجماع"۔

اس کتاب پر دمشق کے محدث شیخ عبد الجلیل العطا البکری نے تقدیم اور مصنف کے مختصر حالات لکھے ہیں۔اس میں ٹوٹل ۴۸ صفحات ہیں۔کتاب بڑے سائز میں ہے۔سن اشاعت ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء درج ہے۔

**ترجمہ قصید تان رائعتان:** اعلیٰ حضرت کے عربی قصیدے ہیں، قصید تان رائعتان کے نام سے جانے جاتے ہیں ۔ یہ مدارس کی درس نظامی میں فن ادب میں پڑھائے جاتے ہیں ۔ مولانا محمد مطیع الرحمن نظامی ،استاذ جامعۃ الرضا ،بریلی شریف کے اصرار پر حضرت نے اس قصیدے کا اردو ترجمہ املا کروایا ہے ۔ترجمہ قلمی شکل میں جامعۃ الرضا بریلی میں محفوظ ہے۔( ایضًا،ص:۱۲۸)

**العطایا الرضویہ بالفتاوی الازہریہ:** یہ حضرت نے عربی سوالات کے عربی میں جوابات ہیں۔اس میں بیشتر مستفتی علما ہیں یا عربی حضرات ہیں۔مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران ،بریلی کے نقل فتاوی رجسٹر میں قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔ان میں سے کچھ کمپوز کئے جارہے ہیں تاکہ جلد زیور طباعت سے آراستہ کیا جاسکے۔(ایضًا،ص:۱۲۹)

**ملفوظات تاج الشریعہ:** اس میں وہ علمی شہ پارے ہیں جن کا تعلق فرمودات وارشادات سے ہے۔تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔کمپوز ہوچکا ہے۔جلد ہی مطبوع ہوکر منظر عام پر لایا جائیگا۔قلمی صورت میں مرکزی دار الافتاء میں محفوظ ہے۔یہ ملفوظات اردو زبان میں ہیں۔(ایضًا،ص:۱۲۹)

**نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا:** یہ عربی زبان میں ہے۔حضور تاج الشریعہ نے اس میں سیدنا امام

احمد رضا صاحب کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز میں تحریر کی ہے۔ حضرت نے اعلی حضرت کی جن کتابوں کی تعریب کی ہے ان کے شروع میں یہ سوانح عمری شامل اشاعت ہے۔(ایضًا، ص:۱۲۹)

**سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح، دامان باغ سبحان السبوح، القمع المبین لآمال المکذبین:** یہ تینوں کتابیں اعلی حضرت کی تصنیف لطیف ہیں۔ جن کی تعریب و تحقیق حضرت نے کی ہے۔ ہر سہ رسالہ کا تعلق اس مسئلہ سے ہے کہ ایک گروہ اس عقیدہ کا حامل ہے جو کہتا ہے کہ (معاذاللہ) خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ جھوٹ بول چکا۔ اس ناپاک عقیدے کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ اسی نظریہ کے بطلان میں سیدنا امام احمد رضا نے یہ مذکورہ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ معرب کتاب دار النعمان للعلوم، دمشق نے ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں یکجا طبع کرائی ہے۔ ان تینوں کتابوں پر محدث شیخ عبدالجلیل العطا البکری کی تقدیم اور مصنف و معرب کے حالات درج ہیں۔ سبحان السبوح میں ٹوٹل ۱۷۰ صفحات ہیں۔ دامان باغ میں ۱۸ صفحات ہیں اور القمع المبین ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے بیک ٹائیٹل پر تعارف کتاب مکتوب ہے۔ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ہے۔(ایضًا، ص: ۱۲۹)

**نموذج حاشیہ الازہری علی صحیح البخاری:** قرآن شریف کے بعد سب سے اصح کتاب بخاری شریف ہے۔ حضرت نے بعض مقام پر حاشیہ لکھا ہے اور بعض پر محشی احمد علی صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے۔ جس کا ایک حصہ ؛؛نموذج حاشیۃ الازہری؛؛ کے نام سے المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران، بریلی سے طبع کرایا ہے۔ ٹوٹل ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں عربی میں مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی کی تقریظ ہے۔ اور کلمۃ المرتب کے نام سے راقم نے محدث ازہری کی بعض خوبیوں کو اجاگر کیا۔ رسالہ کی ترتیب کا کام راقم السطور نے کیا ہے۔

**سفینہ بخشش:** یہ حضور تاج الشریعہ کا دیوان ہے جس میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں اشعار کہے گئے ہیں۔ اختر تخلص ہے۔ حضرت قادر الکلام شاعر ہیں۔ شاعری حضرت کو

ورثے میں ملی ہے۔زبان وبیان سلیس شستہ اور رواں دواں ہے۔حضرت کے کلام میں اعلیٰ حضرت،حضور مفتی اعظم ہند،اور استاذ زمن علامہ حسن کا رنگ بجا طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔حضرت کا دیوان نہایت مقبول ہے۔ہندو پاک سے متعدّد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔اسے پاکٹ سائز میں المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران،بریلی نے بھی شائع کیا ہے۔سن اشاعت درج نہیں ہے۔اسی نسخہ کو ادارہ معارف نعمانیہ،لاہور،پاکستان نے بھی شائع کیا ہے ۱۴۱۴ھ میں کیل کو ممبئی-۳ نے بھی شائع کیا ہے۔یہ دیوان درمیانی سائز میں ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

**A JUST ANSWER TO THE BASED AUTHOR:** یہ حضور تاج الشریعہ کی انگلش میں شاندار کتاب ہے۔علم کلام وعقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان،کفر،اور تکفیر کے مباحث دلائل وبراہن کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔نوح حامیم کیلر کے چند اٹھائے گئے بے جا اعتراض کا علمائے حرمین کے حوالے سے عمدہ تعاقب بھی حضرت نے کیا ہے۔اس کتاب کو حضرت نے بذات خود اپنے صرفے سے شائع کیا ہے۔اس میں مکمل ۱۱۲ صفحات ہیں۔کتاب درمیانی سائز میں دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ چھپی ہے۔مطبع کا نام اور سن اشاعت درج نہیں ہے۔

**FEW ENGLISH FATWA:** اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ سے بعض انگلش میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہیں۔ داڑھی کی شرعی حیثیت،داڑھی منڈے کی امامت،داڑھی منڈے حفاظ کی اقتدا میں نماز تراویح،دار الحرب اور دار الاسلام کا حکم،بینک اور ڈاکخانہ میں جمع شدہ رقوم پر زیادتی لینا جائز ہے یا نہیں۔ولی اور ولایت کیا چیز ہے وغیرہ اہم مسائل کے شرعی جوابات ہیں۔کتاب کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر عبد النعیم نے حضور تاج الشریعہ کا انگلش میں تعارف لکھا ہے۔ادارہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران،بریلی نے شائع کیا ہے۔مکمل ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔سن اشاعت درج نہیں ہے۔

**ازہر الفتاوی،۳جز:** یہ فتاوی بھی انگلش زبان میں ہے۔حضور تاج الشریعہ نے اس میں ان

سوالوں کے جوابات درج کئے ہیں

جن کا تعلق بیرون ممالک کے مسائل سے ہیں۔علامہ ازہری کی شخصیت ایسی مرجع ہے کہ ملک و بیرون ممالک سے بیشتر حضرات دینی مسائل میں رجوع کرتے ہیں۔اس میں مختلف موضوعات کے مسائل درج ہیں۔یہ مکمل ۳حصوں میں ہے۔ازہری اسلامک مشن پوسٹ باکس نمبر ۴۸۹۲۸-کل برٹ ۴۰۷۸ڈربن ساؤتھ افریقہ سے طبع ہوئی ہے۔یہ متعدّد بار شائع ہوئی ہے۔۱۹۹۸ء سے لیکر ۲۰۰۸ء تک ۱۰مرتبہ چھپی ہے۔اس میں ٹوٹل ۸۴صفحات ہیں۔

**FATWA ON WEARING OF THE TIE:** ٹائی پہننا

مسلمانوں کے لئے جائز ہے یانہیں اس سلسلے میں حضرت نے اردو میں اور انگلش میں حکم شرعی لکھاہے۔ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور وہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھ کر ہر طبقہ کے گلے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔اس لئے اسے فیشن کے طور پر فروغ دے رہے ہیں۔لیکن علامہ ازہری نے اس کا پردہ فاش کیااور حکم شرعی کو اجاگر کیا تاکہ نصاری کی اس عیاری سے بچا جاسکے۔۲۵مارچ ۲۰۰۶ء/۲۵صفر ۱۴۲۷ھ میں رضوی فاؤنڈیشن،لاہور،پاکستان نے شائع کیا ہے۔اس میں ٹوٹل ۲۴ صفحات ہیں۔کتاب درمیانی سائز میں ہے۔یہ انگلش والا رسالہ متعدّد مطابع سے متعدّد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔

# تاج الشریعہ کا اسلوب نگارش

مذکورہ کتب کے مطالعہ کے دوران حضور تاج الشریعہ کے جن مشترک اسالیب سے معرفت حاصل ہوئی وہ یہ ہیں۔(۱)جوشِ بیان تنز وتعریض (۲) بر محل شعر یا مصرعہ کا استعمال (۳) تنقید و تعاقب ، عقائد و معمولات اہل سنت کی جلوہ گری ،عقائد باطلہ و افکار فاسدہ کا رد بلیغ(۴) پُر زور طرز استدلال اور دلائل و براہین کی کثرت (۵) کتب متداولہ کی طرف مراجعت(۶) کتب اعلیٰ حضرت سے استفادہ(۷) ازالۂ اعتراض و اوہام۔اب حضور تاج الشریعہ کے اسلوب تحریر آپ کی صرف چند کتابوں کی روشنی میں پیش کیے جا رہے ہیں ، ملاحظہ فرمائیں۔

**جوشِ بیان اور تنز و تعریض:**

حضور تاج الشریعہ کے اسالیب تحریر میں ایک اسلوب جوش بیان اور روانی ہے جس سے قاری کو سنجیدگی کے ساتھ ساتھ دلچسپی کا بھی احساس ہوتا ہے اور اسے پوری تحریر پڑھ جانے کے باوجود اکتاہٹ کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی بلکہ قاری پڑھتا اور پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔نیز اس جوش بیان میں جب اپنے مخاطب و مقابل پر بغیر نام و نمود کی خواہش کے تنز و تعریض کرتے ہیں تو جہاں بے باکی کی جھلک ملتی ہے وہیں قاری عش عش کر اٹھتا ہے۔ملاحظہ فرمائیں حضور تاج الشریعہ کا یہ اسلوب۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** حدیث نیت کی توضیح وتشریح کے بعد حضور تاج الشریعہ اس حدیث پاک سے اخذ ہونے والے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر رقم طراز ہیں : " لم ینقل عن النبی ﷺ ولا عن الصحابة الکرام : التلفظ بالنیة غیر أن اکثر الصلحاء

قالوا باستحبابه لجمع العظيمة كما تقدم ۔ فالتلفظ بالنية بدعة حسنة، من هنا علم أنه لاتنحصر البدعة في السيئة، بل تكون البدعة حسنة أيضاً، فزعم الوهابية أن كل بدعة سيئة، لادليل عليه و هو عدوان على المسلمين عظيم ---فزعم الوهابية أن كل بدعة سيئة تحكم و اختراع "۔(تعلیقات الازہری، ص: ۶۳۔۶۲)

یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے زبان سے نیت کرنا نہیں منقول ہے حالاں کہ اکثر صالحین فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہے جیساکہ مذکور ہوا۔اس لیے زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے نیز یہ بھی معلوم ہواکہ بدعت صرف سیئہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے، سو فرقہ وہابیہ کا یہ سمجھا کہ ہر بدعت سیئہ ہے، اس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ گمان ( فاسد) مسلمانوں پر عظیم ظلم ہے---(چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں ) اس لیے وہابیہ کا گمان کرنا کہ ہر بدعت سیئہ ہے ( فساد کن ) ذاتی رائے اور ایجاد ہے۔

**آثار قیامت :** غیر اللہ سے مدد چاہنا جائز ہے جس کا دلیل قرآن میں بھی موجود ہے اور احادیث میں بھی۔اہل سنت و جماعت اسی کے قائل ہیں اور اسی پر عامل بھی لیکن گمراہ اور گمراہ گر دیابنہ اور وہابیہ وغیرہ فرقوں نے نہ صرف اسے جائز و حرام کہا بلکہ اسے شرک بھی قرار دیا۔حضور تاج الشریعہ انہیں دیابنہ و وہابیہ وغیرہ پر تنزو تعریض کرتے ہوئے لکھتے ہیں : " یہ وہابیہ کا ظلم ہے کہ ان عام محاورات ( فصلِ بہار نے سبزہ اگایا، حاکم نے بچایا، اس مرض کا یہ شافی علاج ہے، یہ زہر قاتل ہے ) سے آنکھیں میچتے ہیں اور ان کے بولنے کوتو مسلمان جانتے ہیں مگر اسی طور پر اولیا، انبیا کے لیے جو مسلمان تصرف و مدد ثابت کرے اسے مشرک گردانتے ہیں جس میں راز یہ ہے کہ ان کے نزدیک اولیا درکنار رسول ہی کی تعظیم

شرک ہے "۔(آثار قیامت ، ص : ۸۴ )
**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** ناپائیدار عکوس کے تعلق سے قیاس کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مدنی میاں صاحب نے لکھا : " قیاس میں نے اس لیے کیا ہے کہ ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں اور نہ اس سلسلہ میں کسی مجتہد کا کوئی قول ہے "۔وضاحت مذکورہ پر حضور تاج الشریعہ نے جو تنز و تعریض فرمایا اسے ملاحظہ فرمائیں : " اس لیے آپ کو قیاس کرنے کی اجازت ہوگئی اور آپ مجتہد کے منصب پر فائز ہوگئے ۔ یہ تو بتائیے کہ اس حادثہ غیر منصوصہ کوکون سے امر منصوص پر کون سی علتِ جامعہ سے قیاس فرمایا اور اگر کوئی امر منصوص مقیس علیہ ہے تو یہ کیا فرمارہے ہیں کہ " ناپائیدار عکوس کی حرمت کے تعلق سے ایک بھی نص موجود نہیں "۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، ص : ۸۲۔۸۳)

ذرا اس جوشِ بیان اور اندازِ تنز و تعریض کو بھی دیکھتے چلیں ، لکھتے ہیں :
" ناظرین بتائیں کہ میں نے اپنے اس سوال سے کتنے کیڑے علامہ مدنی کی عبارت میں نکالے اورکیا کھینچ تان کی اور جب یہ قید کہ لہو لعب کے قصد سے نہ دیکھا جائے ملحوظ تھی تو اسے کیوں چھوڑا گیا اور سہواً چھوٹ گئی تو اس پر تنبیہ کرنے والا تشکر کے بجائے اس کا مستحق ہے کہ اسے کھینچ تان کرنے والا ، کیڑے نکالنے والا گردانا جائے ؟۔۔۔لہٰذا ضروری ہے کہ لہوولعب والوں کے طور پر نہ دیکھی جائے اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس سے بھی بے خوفی ہو کہ فلم دیکھنا لہوو لعب والوں کے لیے سند نہ ٹھہرے گا اور وہ لہوولعب کو کارِ خیر نہ سمجھ بیٹھیں گے۔اب اس کی ضمانت آپ لیں تو بے ڈھڑک فتویٰ دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم "۔(ٹی وی اورویڈیو کا آپریشن ، ص: ۸۴۔۸۵)

**حقیقۃ البریلویہ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ :** حضور تاج الشریعہ " البریلویہ " کے

مقدمہ نگار قاضی عطیہ کے کلام پر تنزو تعریض کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں :

"اما ما تضمن کلام "عطیة" من المنع عن العمل بغیر ما عمل به القرون المشهود لها بالخیر، فحصر للمباح فی عمل القرون المشهود لها بالخیر، و ابتدع حد البدعة قولاً لم یسبق الیه الوهابیة، بل لم یعرف زمن حتیٰ فی القرون المشهود لها بالخیر، هلا یأتون علیه بسلطان بین ان کانوا صادقین؟ و اذ أحصر المباح فی تلك القرون بزعمهم فلم یبق شئی فی زمن غیر تلك القرون مباحاً، فمن أین جاء أولئك العاملون بالسنة الذین یسمون انفسهم "السلفیة" فی هٰذه الأزمنة المتأخرة"۔

(حقیقۃ البریلویہ، ص : ۱۳۶)

یعنی عطیہ" کا کلام اس بات کو متضمن ہے کہ جن چیزوں پر شہادت یافتہ خیرِ قرون کا عمل نہیں ہے ان پر عمل منع ہے سو مباح، ان قرون کے عمل میں منحصر ہوگیا جن کے خیر کی شہادت دی گئی ہے۔ عطیہ نے تعریفِ بدعت میں ایسی بات کہ دی جس کی طرف " وہابیہ " بھی سبقت نہ کر سکے بلکہ (بدعت کی) ایسی تعریف کسی زمانے میں نہ رہی حتیٰ کہ خیرِ قرون میں بھی نہیں۔ ٹھیک ہے (بات ایسی ہے) تو اس پر دلیل بین لاؤ اگر سچے ہو؟ اور اپنے خیال (فاسد) کے مطابق جب اس نے خیر قرون ہی میں مباح کو منحصر کر دیا تو خیر قرون کے علاوہ کسی زمانے میں کوئی چیز مباح ہی نہ رہی تو اپنے آپ کو " سلفیہ " سے موسوم کرنے والے (منہ میاں مٹھو کہلانے والے) یہ عاملین بالسنہ کہاں سے آ دھمکے۔

**چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم :** سراج الفقہا حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ صدر شعبہ افتا و صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ نے چلتی ٹرین میں نمازوں کے بلا اعادہ جواز کو ثابت کرتے ہوئے فتاویٰ رضویہ کی

عبارت " ( ٹرین ) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لیے روکی جاتی ہے اور نمازوں کے لیے نہیں تومنع من جھۃ العباد ہوا" نقل کرنے کے بعد فرمایا: " اس کا مفہوم یہ ہوا کہ " اگر دونوں کے لیے روکی جائے تو سرے سے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لیے نہ روکی جائے تو منع من جھۃ العباد نہیں " ۔(ماہ نامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳)۔مفتی صاحب کا فتاویٰ رضویہ کی عبارت کو مفہوم مخالف کی طرف پھیرنے پر تاج الشریعہ کی یہ اقتباس دیکھیں جس میں جوشِ بیان بھی جلوہ ریز ہے اور تنز وتعریض بھی جلوہ نما۔آپ لکھتے ہیں : " مفہومِ مخالف کی طرف اتنی جلدی کیوں دوڑے ، اس عبارت کا ایک مفہوم وہ بھی تو ہے جو ذہن کی طرف سبقت کرتا ہے ، نفس جس کو فوراً قبول کرتا ہے اس متبادر مفہوم کا نام مفہوم موافق رکھیے اور وہ یہ کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لیے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لیے ٹرین نہیں روکتے تھے،مفہومِ موافق کے ہوتے ہوئے مفہومِ مخالف پر عمل کی کس نے ٹھہرائی ؟ " (چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم،ص : ۱۹ )

کچھ آگے بڑھ کر تاج الشریعہ فرماتے ہیں : " ( خیالی ) مفہوم مخالف کے پیچھے تو اس لیے پڑے کہ منع خاص و عام کا تفرقہ ٹھہرا کر تغیر زمانہ کی بنا پر یہ جما دیں کہ اب اس زمانے میں حکم بدل گیا ہے " ۔(مصدر سابق، ص :۲۱ )

## برمحل مصرع یا شعر کا استعمال:

حضور تاج الشریعہ کی کتابوں میں مطالعہ کرنے والوں کو جا بجا برمحل اور بر جستہ استعمال کیے ہوئے اشعار سے بھی ملاقات ہوتی ہے جس سے مطالعہ کرنے والوں کو حضور تاج الشریعہ کے اشعار پر گہری نظر کا بھی علم ہوتا ہے اور ساتھ ہی عجیب قسم کی خوشگواری کا بھی احساس ہوتا ہے۔جیسا کہ ذیل میں نقل کیے گئے

اقتباسات میں اس اسلوب کو دیکھا جا سکتا ہے۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** بخاری شریف ومسلم شریف کی متفق علیہ حدیث "حدیثِ نیت" کے جزء " فمن کانت هجرته الخ " پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں : "وعلم من هٰذا أيضاً أنه ﷺ مطلع علیٰ ضمائر القلوب و هو شعبة من العلم بالغيب أعطيها ﷺ من الحضرة الالٰهية مع علوم جمة و في ذالك أنشد الامام أحمد رضا عليه الرحمة بيتاً بالهندية" :

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع

مولیٰ کو قول و قائل وہر خشک و تر کی ہے "( تعلیقات الازہری، ص: ۶۹۔۷۰ )

**آثار قیامت :** "جب امانت رائیگاں کر دی جائے" کے تحت تشریح کرنے کے بعد اخیر میں آپ فرماتے ہیں : " تقریر بالا سے روشن ہو گیا اور ادائے فرضیت و امانت کا معنیٰ خوب روشن ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امانت کو ضائع کرنا ان تمام مذکورہ صورتوں کو شامل ہے۔ یہ سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دہنِ مبارک سے نکلے ہوئے ایک کلمہ کی جامعیت اور اس میں کثرتِ معانی کا یہ حال ہے کہ کسی کا بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں توکس کو زباں نہیں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں " ۔(آثارِ قیامت ، ص : ۲۶ )

یوں ہی " علم کا چھپانا " کے تحت ایک حدیث شریف نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں :

" مفہومِ حدیث سے خوب ظاہر کہ کچھ کوگوں کو سرکار ﷺ نے تکذیب اور کتمانِ حق کی وجہ سے یہودی فرمایا تو وہابیہ وغیرہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علمِ غیب ہی کے منکر ہیں اور دافضائل چھپاتے ہیں اور ضروریاتِ دیں کو نہیں مانتے ، یہ بھی بلا شبہ اس حدیث کے مصداق ہیں اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ اس کا ایمان نہیں جس کے پاس دیانت نہیں ، اِن منکرین کے حق میں اپنے ظاہری معنٰی پر ہے تو ان کی کلمہ گوئی اصلاً انہیں مفید نہیں۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی + سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی " ۔(آثارِ قیامت ، ص : ۲۷)

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** تصویر و عکس پر صورت کا اطلاق حقیقتاً ہوتا ہے۔ اپنے اس دعویٰ کو مدلل کرتے ہوئے آپ " المعجم الوسیط " سے ایک عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں : "دیکھیے صورت کا معنٰی شکل بتایا جو عام ہے پھر اس پر تمثال مجسم کو تخصیص بعد تعمیم کے طور پر معطوف کیا اور شکل بحکم عموم عکس کو بھی شامل ۔تو صورت عکس پر بھی صادق بلکہ عربی میں عکس و صورت کا فرق ہی نہیں۔لہٰذا عربی میں عکس کو بھی صورت کہتے ہیں۔اسی لیے کیمرے کے عکس کو بھی صورت کہا اور اردو میں بھی بکثرت عکس پر تصویر و صورت کا اطلاق ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے :

پسینہ موت کا ماتھے پہ آیا آئینہ لاؤ
ہم اپنی زندگی کی آخری تصویر دیکھیں گے

نیز کسی نے کہا :

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی "( ٹی وی اورویڈیو ،ص : ۴۸)

**حقيقة البريلوية المعروبہ مرآة النجديہ :** " أيها الناس ألم يأن لكم أن تعلموا أان الذي أذعنتم له أخبرتم عن البريلوية علىٰ زعمكم الابرياء هٰذا الخبر الذي لاعين له ولا أثر؟ فبهتم الأبرياء، و أنتم لاتشعرون هو اهل الضلال و هو قائم بالاضلال، قد شغفكم حباً و ملك لكم لباً، فلم يمهلكم حتىٰ تتبينوا خبره، فقلتم و أنتم لا تدرون، و لئن دريتم ثم تليتم من تعلمون فقد جئتم بما لا يهون، فانا لله و انا اليه راجعون:

فان كنت لاتدري فتلك مصيبة

و ان كنت تدري فالمصيبة أعظم" (حقیقة البریلویہ ، ص : ۳۱)

**ترجمہ :** اے لوگو! کیا وقت قریب نہ آیا کہ تم جانوکہ بریلویت کے متعلق جس کا تم نے یقین کر کے لوگوں کو خبر دی وہ ایسی خبر ہے جس کی حقیقت ہے نہ کوئی نام ونشان۔۔۔لھذا تم نے لوگوں کو حیران و ششدر کردیا ،اور تمھیں اس بات کا علم نہیں کہ وہ گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔۔۔تم نے جلد بازی کی یہاں تک کہ اس کی خبر بیان کردی۔تو تم نے کہا حالاں کہ تمھیں علم نہیں اور اگر تم کھوج کرتے پھر جاننے والے کو پاس آتے تو ضرور غیر معمولی بات لاتے۔

اگر تمہیں نہیں معلوم تو یہ ایک مصیبت ہے ( لیکن ) اگر تمہیں معلوم ہے تو یہ اور بڑی مصیبت ہے۔

**چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم :** عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظم تعلیمات و سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ بلا اعادہ چلتی ٹرین میں نماز کے جواز پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: " اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے " ۔اس پر حضور تاج الشریعہ گرفت کرتے اور اسی ضمن میں ایک مصرع کا بھی استعمال کرتے

ہوئے فرماتے ہیں : " اسے متفق علیہ تو کہا ،یہ کیوں نہیں بتاتے کہ محلِ وفاق کیا ہے ؟ وہ مطلق ہے یا مقید ؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے " ۔(چلتی ٹرین ، ص : ۶۵ )

**تنقیدات و تعاقبات:**

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** عبد الرسول ، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا درست ہے یا نہیں اس تعلق سے محشی بخاری ، بخاری شریف کے "کتاب العتق " کے تحت " باب کراھیة التطاول علی الرقیق وقوله : عبدی أو امتی " پر حاشیہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "فعلیٰ هٰذا لاینبغی التسمیة بنحو عبد الرسول و عبدالنبی و نحو ذالك مما یضاف العبد الیٰ غیر الله تعالیٰ" ۔

یعنی : اس بنا پر عبد الرسول ، عبد النبی وغیرہ اس طرح کے نام رکھنا صحیح نہیں جس میں " عبد "کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو۔یہ عبارت عقائد اہل سنت سے کس قدر متصادم ہے ، مخفی نہیں ۔محشی بخاری کی اس عبارت پر حضور تاج الشریعہ کی تنقید بھی اور تعاقب بھی ملاحظہ فرمائیں جس سے محشی کے فکری اعتقاد سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے آپ لکھتے ہیں : " أفصح المحشی عن توهبه هنا حیث منع التسمیة بعبد الرسول و عبد النبی و کان الواجب علیه أن یجیب عن الآیات و الأحادیث التی ورد فیها"۔(تعلیقات الازہر ، ص: ۳۸۹ )

یعنی محشی نے یہاں اپنی وہابیت آشکار کردی ۔کیوں کہ انہوں نے عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنے سے منع کیا حالاں کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس سلسلے میں وارد آیات و احادیث کا جواب دیتے۔

**آثار قیامت :** مروجہ چین کی گھڑی کے استعمال کے جواز و عدم جواز میں مفتیان کرام و علماے عظام کا اختلاف ہے۔ حضور تاج الشریعہ عدم جواز کے قائل ہیں جس کے سبب آپ قائلین جواز پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں : بہت سارے امام، مولوی ، اور مفتی بھی بے دریغ اس (مروجہ چین کی گھڑی) کو پہنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ قطعًا زینتِ ممنوعہ اور تحلّیِ ناجائز ہے۔اس کا جواز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے کلمات سے بتایا جارہا ہے حالاں کہ ان کے کلمات سے ہرگز اس کا جواز ثابت نہیں ہوتا " ۔(آثار قیامت ، ص : ٦٧ )

پھر اپنے دعویٰ پر کلمات اعلیٰ حضرت ہی سے چین کی گھڑی کے عدمِ جواز پر دلیل پیش کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں : " یہاں سے مجوزین کے قیاس کی حالت ظاہر ہوگئی ۔ ہماری دانست میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کے کلمات میں نہ تعارض ہے ، نہ ان کے فتویٰ سے اس چیز یا اس زنجیر کا جواز نکلتا ہے۔

بالفرض اگر صورتِ تعارض ہو بھی تو رجوع ان تصریحات کی طرف لازم ہے کہ خود قوی اور شبہ سے صاف ہے ، اور جس کلمہ سے اس کا خلاف متوہم ہو، اس کی تاویل لازم ہے اور اس طرح تطبیق دینا ضروری ہے"۔(مصدرِ سابق، ص : ٧٠۔٧١ )

**ٹائی کا مسئلہ :** ٹائی کے مجوزین دلیل میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث پاک پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ : " کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الا بیعۃ فیھا تماثیل "۔ حضور تاج الشریعہ اس استدلال پر تنقید پھر اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں : " اس جگہ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا۔۔۔اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہومِ شعار میں وہ

قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسی جگہ شعارِ مذہبی کا تحقق ہی محلِ منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار و رغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے ، حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالتِ اضطرار واقع ہوا "۔(ٹائی کا مسئلہ ، ص : ۲۱ )

اپنے موقف پر دلائل پیش کرنے کے بعد بطور نتیجہ فرماتے ہیں : " یہاں سے ظاہر ہوا کہ "مشی الی الکنائس " اسی وقت کفار کا شعار ہوگی جبکہ صاف انداز " موافقت مع الکفار" آشکار ہو اور یہ کہ مدار کفار کے افعالِ کفری میں موافقت پر ہے اور یہ باجماعِ مسلمین کفر ہے اور کفار کے ساتھ ان کے افعالِ کفری میں موافقت معاذ اللہ کتنی ہی عام ہو جائے باجماعِ مسلمین کفر ہی رہے گی اور یہ ہرگز نہ ٹھہرایا جائے گا کہ ان کا فلاں فعلِ کفری عام ہونے کی وجہ سے ان کا شعار نہ رہا ورنہ نقص اجماع لازم آئے گا جو باطل و حرام ہے"۔(مصدرِ سابق،ص: ۲۲، ۲۳ )

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کچھوچھوی دام ظلہ العالی نے حضور تاج الشریعہ کی طرف سے کیے گئے سوالات کا جواب دیتے ہوئے خود حضور تاج الشریعہ پر سوال بھی قائم فرمایا۔چناں چہ مدنی میاں صاحب رقم طراز ہیں : " جن افعال میں لہو و لعب غالب رہے انہیں مطلقاً ممنوع قرار دیا جائے گا۔مگر وہ آلات جو بنیادی طور پر آلاتِ لہو ولعب سے نہ ہوں اور ان کا اچھا اور برا دونوں استعمال ممکن ہوں تو صرف اس لیے کہ ان کا برا استعمال ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے ، ان کے اچھے استعمال کو ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا۔۔۔(چند سطر کے بعد مزید لکھتے ہیں) بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو"۔ (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، ص : ۸۵ )

علامہ مدنی میاں کے اس سوال پر تاج الشریعہ تنقیدانہ اور تعاقبانہ جواب دیتے ہوئے اپنے قلم کو یوں حرکت دیتے ہیں : " جناب کے اس پورے جواب میں دو خط کشیدہ ( جن افعال میں---قرار دیا جائے گا ، جس کا بڑا حصہ--- مشتمل ہو)جملے ہی ہمارے سوال نمبر ۲۴ کا ٹھیک ٹھیک جواب ہیں اور یہ دونوں جملے آنجناب کی طرف سے ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت مطلقہ کا اقرار ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کا اغلب استعمال لہو ولعب ہی کے لیے ہوتا ہے اور آپ نے اقرار فرمایا کہ جن افعال میں لہو ولعب غالب ہو انہیں مطلقاً ممنوع قرار دیا جائے گا اور آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔المرء یوخذ باقرارہ۔تو جناب ہی کے اقرار سے ٹی وی کی حرمتِ مطلقہ کا حکم ہو گیا اور حکم جواز جو جناب نے اس فتویٰ میں دیا خود رخصت ہو گیا---آپ نے پھر اقرار فرمایا کہ بس اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ کام حرام ہے جس میں صرف لہو ولعب مقصود ہو یا جس کا بڑا حصہ لہو ولعب پر مشتمل ہو اور اس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کا بڑے سے بڑا استعمال صرف لہو ولعب کے لیے ہوتا ہے۔تو قطع نظر اس کے کہ ویڈیو اور ٹی وی میں صورت ہے کہ نہیں ،ان کی حرمت کے لیے آپ ہی کے قلم سے نکلے ہوئے یہ دو ج جملے ہی کافی تھے جنہیں لکھ کر آپ نے اپنے فتویٰ کا خود رد کر دیا " ۔(مصدرِ سابق۸۵۔۸۶ )

**تحقیق أن ابا ابراہیم " تارح"لا "آزر ":** استاذ احمد شاکر نے دعویٰ بلا دلیل کے مصداق ایک جگہ قول کیا : " أما ما نسب الیٰ مجاھد أن آزر اسم صنم--- فغیر صحیح---الخ "یعنی جس روایت کی نسبت امام مجاہد کی طرف کی جاتی ہے کہ آزر بت کا نام ہے ، وہ ضعیف ہے۔استاذ شاکر کے اس دعویٰ پر تنقید کرتے

ہوئے تاج الشریعہ نے فرمایا : " **لا ینهض حجة لدفع الوجه المذکور ولا دلیلا لتکذیب من أثر عن مجاهد القول المذبور** " ۔(تحقیق اَن اَبا ابراہیم " تارح " لا " آزر " ، ص: ۷۵ )

یعنی: اس وجہ مذکور کے رد میں نہ کوئی حجت قائم اور نہ امام مجاہد سے منقول والی اثر کی تکذیب پر کوئی دلیل۔ پھر اس " غیر صحیح " سے " غیر "کو غیر محل میں ہونا قرار دیتے ہوئے مختلف اسناد سے امام مجاہد کے چار اثر نقل فرمائے اور پھر استاذ شاکر کے قول کی قلعی کھلتے ہوئے تحریر فرمائی : " **و بهذا یعلم أن الاسناد متعاضد، تقوی بعضه ببعض و المتن ثابت فسقط قول الأستاذ أحمد محمد شاکر** " ۔(تحقیق اَن اَبا ابراہیم " تارح " لا " آزر " ، ص: ۷۶)

یعنی اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسناد ایک دوسرے کی مدد و معاون ہوتی ہیں کہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں اور متن ثابت ہے اس لیے استاذ احمد شاکر کی بات ساقط و باطل ہوگئی " ۔(تحقیق اباابراہیم ، ص :۷۶)

**حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ :** قاضی عطیہ محمد سالم نے غیر اللہ سے توسل و استعانت کو بدعت و شرک قرار دیا تھا جس کے جواب میں حضور تاج الشریعہ نے قاضی صاحب کی خوب خبر لی اور انہیں اپنے گھر کا راستہ بھی دکھایا۔ چناں چہ تاج الشریعہ کے ذرا اس تیور کو ملاحظہ کریں جس میں تنقید بھی ہے تعاقب بھی اور تنزو تعریض بھی ۔ آپ لکھتے ہیں :" **فان قلتم نستغیث بالاحیاء الحاضرین و أنتم تستغیث بالأموات و الغائبین ، قلنا لکم : هل عندکم من الله برهان علیٰ أن الأحیاء شرکاء الله من دون الاموات ؟ فان قلتم : لا، قلنا : فکیف ساغ عندکم سؤالهم و الاستعانة بهم و هو عندکم شرك ؟ أ یجوز عندکم الشرك بالأحیاء دون الأموات ؟ و**

أی دلیل من الشرع علیٰ جواز الشرك بالأحیاء دون المیتین ؟ فان قلتم : سؤال الحی و الاستعانة به لیس شرکاً اذا لم یعتقد الحی مستقلاً بالنفع و الضرر دون الله ، بل اعتقد أن الله هو النافع و الضار ، وهو مالك الأمر كله وانما هٰذا الحی وسیلة للعون ، قلنا : کذالك سؤال المیت و الاستعانة به بهٰذه الشریطة لیس شرکاً " ۔(حقیقۃ البریلویہ ۱۳۴)

یعنی اگر تم کہو: ہم حاضر زندوں سے مدد مانگتے ہیں اور تم مردوں اور غائبین سے مدد چاہتے ہو۔تو میں کہوں گا : کیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہے کہ زندے اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں مردے نہیں ؟ اگر تم کہو : نہیں، تو ہم کہیں گے :تمھارے لیے کیوں کر جائز ہو گیا کہ تم زندوں سے سوال کرو ، مدد طلب کرو جبکہ یہ بھی تمھارے مذہب میں شرک ہے ؟ کیا تمھارے مذہب میں زندوں کے ساتھ شرک جائز اور مردوں کے ساتھ ناجائز ہے۔شریعتِ مطہرہ کی طرف سے تمھارے پاس کون سی دلیل ہے کہ زندوں کے ساتھ شرک جائز اور مردوں کے ساتھ ناجائز ہے۔اب اگر تم کہو: زندے سے مانگنا اور مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے جبکہ اس کے مستقلاً نفع و نقصان پہنچانے کا اعتقاد نہ رکھے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع و نقصان کا مالک اور تمام معاملات کا مالک ہے اور یہ زندہ شخص مدد کا ذریعہ اور سبب ہے۔(اس پر ) ہم کہیں گے : اسی طرح ان شرطوں کے ساتھ مردے سے سوال اور استغاثہ بھی شرک نہیں ہے۔

**چلتی ٹرین پر فرض و واجب نماز وں کی ادئیگی کا حکم :** عمدۃ المحققین علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین میں بلا اعادہ نمازوں کی ادائیگی کو شتر بانوں والی سے واضح کرتے ہوئے فرمایا : " اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے "۔مصباحی صاحب کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے علامہ ازہری میاں فرماتے ہیں : مصباحی صاحب نے چپک کر یہ دعویٰ تو کر دیا کہ

" اس سے زیادہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ شتربانوں کے قافلے کا ہے "، اس سے اگر آپ کا مقصود یہ ہے کہ شتربانوں کا مسئلہ چلتی ٹرین کی نظیر ہے ، اس لحاظ سے کہ ٹرین اور اونٹوں کا قافلہ دونوں چلتی سواریاں ہیں مگر اتنی بات ہرگز کافی نہیں جب تک کہ دونوں کا ایک حکم ہونا ثابت نہ ہو لے۔اس جگہ مصباحی صاحب کو کتبِ معتمدہ سے یہ دکھانا تھا کہ دونوں کا حکم ایک ہے ، کیوں نہ دکھایا ؟ اس کے بجائے زبانی دعوے پر کس لیے اکتفا کیا ؟ مزید یہ کہ اسے متفق علیہ تو کہا ، یہ کیوں نہیں بتاتے کہ محلِ وفاق کیا ؟ "۔(چلتی ٹرین، ص: ۶۴۔۶۵ )

**پُر زور طرز استدلال اور دلائل و براہن کی کثرت:**

خانوادۂ رضویہ کا یہ ایک اہم وصف ہے کہ جس مسئلے پر گفتگو ہو اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اپنے موقف کے ثبوت میں انداز استدلال مضبوط و مستحکم اختیار کرتے ہیں ساتھ ہی دلائل و براہین کی کثرت بھی موجود ہوتی ہے جس سے مخاطب اور قاری دونوں کو موقف تسلیم کرنے میں پس و پیش کا سامنا نہیں ہوتی نیز دلائل کی کثرت کے سبب خود کو ایک جہانِ علم میں سیاحت کرتے ہوئے نظر آتا ہے اور علمی استحضار سے بھی واقف ہوجاتا ہے۔ملاحظہ کریں تاج الشریعہ کے کتب سے آپ کا یہ موروثی اسلوب تحریر۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** قبر کے گرد چبوترہ یا کوئی مکان بنانا جائز ہے یا نہیں ؟ اس مسئلے میں حضور تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضِی اللہ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں کافی طویل بحث فرمائی ہے اور مزارات و قبور پر قبوں اور اس کی گرد چہار دیواری کی تعمیر پر بھی خوب روشنی ڈالی ہے۔چناں چہ آپ فرماتے ہیں :" أما بناء مكان عند القبر أو حول القبر فكما أن المنع من الصلوٰة على القبر لايشمل المنع عن الصلوٰة بجنب القبر كذالك البناء حول القبر بمعزل عن النهى "۔

(تعلیقات الازہری ، ص : ۲۰۸۔۲۰۹ )

یعنی قبر کے پاس یا قبر کے گرد مکان بنانا تو جس طرح صلٰوۃ علی القبر کی ممانعت بجنب القبر کو شامل نہیں اسی طرح گردِ قبر مکان بنانا نہی(علی القبر)سے بری ہے۔اس کے بعد آپ نے امام فقیہ النفس فخر الملۃ والدین اوزجندی کی کتاب" خانیہ " ،امام طاہرین بن عبدلرشید بخاری کی " خلاصہ " ،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، مجمع بحار الانوار ، بخاری شریف ، ارشاد الساری ، جذب القلوب ، مطالب المؤمنین ، نور الایمان ،مراقی الفلاح وغیرہ متعدّد کتب کی عبارتوں سے دلائل کے انبار لگا دیئے۔کتاب کا مطالعہ کر کے اس سے شاد کام ہونے کا شرف حاصل کیا جاسکتا ہے، یہاں گنجائش نہیں۔

**آثار قیامت :** اس کتاب میں " جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے " کے تحت حضور تاج الشریعہ نے غیر اللہ کی قسم کھانا شرعًا ممنوع ہونے اور غیر اللہ کی قسم کو قسمِ شرعی سمجھ کر قسم کھانے والے کے تعلق سے احکام شرعیہ بیان کرتے ہوئے اپنے موقف کا اظہار فرمایا ساتھ ہی ، فیض القدیر ، طبرانی ، مرقاۃ شرح مشکٰوۃ ، اشعۃ اللمعات ، مشکٰوۃ المصابیح ، جامع الصغیر ، رد المختار کے اقتباسات علاوہ ازیں مزید مختلف احادیث سے مدلل و مبرہن فرمایا۔تفصیل کے لیے آثار قیامت صفحہ : ۷۵ تا ۸۹ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

**ٹائی کا مسئلہ :** ٹائی حرام اشد حرام ہے ، اس کے بارے میں بہت سے علماء نے فتوی ،کتب اور رسائل لکھے ہیں انہیں علما میں سے ایک اہم اور معتبر نام حضور تاج الشریعہ کا ہے جنہوں نے اسے حرام اشد حرام فرمایا اور اس کی حرمت پر ایک الگ ہی زاویہ سے دلیل پیش فرمائی۔چناں چہ آُ لکھتے ہیں : " ہم بعونہ تعالیٰ اس فتویٰ مبارکہ کی تائید میں بنائے کار اس امر پر رکھیں گے جو سب کے نزدیک

مسلم ہے اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں ، اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہو تا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی بھی کراس کا مصداق ہے "۔(ٹائی کا مسئلہ ، ص : ۱۰-۱۱)

پھر اپنے دعوے پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" انگریزی کی متداول لغت " Practical Advanced Twentieth Century Dictonary " میں " cross " کے تحت ہے :

Stake with a transverse bar used for crucifixion سولی ، صلیب ، چلیپا ، the Cross , wooden structure on which according to christion religious belife , jesus was crucified " (ٹائی کا مسئلہ ، ص : ۱۱)

مزید اپنے دعوے کو مبرہن کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

" جو چیز اس کراس کی شکل پر ہو وہ بھی کراس کا مصداق ہے ، چناں چہ اسی ڈکشنری میں اسی جگہ پر ہے :

Anything shaped like + or x (ٹائی کا مسئلہ ، ص : ۱۱)

اور پھر ٹائی کے تعلق سے اس تحقیق کے بعد کہ ٹائی مکمل "کراس" کی نشان ہے ، ٹائی کے بارے میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" بالجملہ ٹائی مکمل "کراس" مع شئے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (Bowti) کو قیاس کر لیجیے ، اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے۔۔۔اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو "کراس" مانو " شبیہ کراس " مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی

شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا نہ ہوگی اگر چہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے " ۔(ٹائی کا مسئلہ ، ص : ۱۲ )

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** ٹی وی اورویڈیوکی حرمت کے قائلین اس کی حرمت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس میں نشر ہونے اور دیکھی جانے والی اشیاء کے تصویرہے اور تصویر کی حرمت احادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت ہے۔حضور تاج الشریعہ نے ٹی وی کی حرمت کی علت جہاں اس میں نشر ہونے والی چیزوں کا تصویر ہونا بتایا وہیں ایک دوسری وجہ بھی اس کی حرمت کی بیان فرمائیں اور پھر اس وجہ کو مدلل و مبرہن کرتے ہوئے ایک دو نہیں کئی کئی دلیلیں ذکر فرمائیں۔ چناں چہ آپ دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں : "قطعِ نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو و لعب کے لیے ہو تا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لیے وجہ کافی ہے اور علمائے کرام کا یہ دابِ مستمر ہے کہ غلبہ فساد و لہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں اور شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اغلب کا اعتبار فرماتی ہے اور حکم باعتبارِ اغلب ہی ہوتا ہے اور نادر ساقط الاعتبار ہوتا ہے " ۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن ،ص : ۱۲۲)

اور پھر اس دعویٰ پر کہ " علمائے کرام کا یہ دابِ مستمر ہے کہ غلبہ فساد و لہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں اور شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اغلب کا اعتبار فرماتی ہے اور حکم باعتبارِ اغلب ہی ہوتا ہے اور نادر ساقط الاعتبار ہوتا ہے "کو متعدّد دلیلوں سے ثابت فرمایا۔چناں چہ آپ فرماتے ہیں : " فقہا فرماتے ہیں : لا عبرۃ بالنادر۔رد المحتار میں ہے : " قالوا : الفتویٰ فی زمننا بقول محمد لغلبۃ الفساد " اسی میں ہے " لما کان الغالب فی ھٰذہ الأزمنۃ قصد اللھو لا التقویٰ علیٰ لطاعۃ منعوا من ذالک اصلاً " ۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن ،ص : ۱۲۲) مزید دلیل

پیش کرتے ہوئے " رد المحتار " ہی سے تین ، " در مختار " سے بھی تین " فتاویٰ عالمگیری " سے بھی تین اور " طحطاوی علی الدر " سے ایک عبارت نقل فرمائی۔اور اس تعلق سے مزید تفصیل کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبارکہ " ھادی الناس فی رسوم الاعراس " کے مطالعہ کی دعوت سے بھی نوازا۔

**تحقیق أن أبا ابراہیم " تارح"لا "آزر" :** استاذ شاکر نے اس قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام " تارح " یا " تارخ " ہے کے تعلق سے کہا کہ یہ قول غلط ہے اور اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے۔استاذ شاکر کے اس دعویٰ کی تردید اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام " تارح " یا " تارخ " ہے کو ثابت کرتے ہوئے آپ نے اولاً قرآن کریم کی درج ذیل تین آیات پیش کیں۔

(۱) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (ترجمہ:اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کرچکا تھاپھر جب ابراہیم کو کھل گیاکہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا)

(۲) رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ (ترجمہ:اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں)

(۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ترجمہ :اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا )

پھر ان آیات کی روشنی میں تین سوالات قائم فرمائے جو یہ ہیں :

" الاول: متیٰ وقع استغفار ابراھیم لأبیه؟

الثانی: و متیٰ تبین له أنه عدو الله؟

الثالث: متیٰ هاجر سیدنا ابراهیم علیه الصلوٰة و السلام الیٰ مکة؟ متیٰ تبرأ من أبیه؟ أبعد القائه فی النار و بعد هلاك أبیه تبرأ ثم هاجر الیٰ مکة؟ (تحقیق اَن اَبا ابراہیم " تارح" لا "آزر" ص: ۷۲۔۷۱)

اس کے بعد نہایت محققانہ انداز میں تفصیل کے ساتھ ان سوالات پر بحث فرمائی ،قرآن کریم کی روشنی میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے پہلوؤں کو بیان فرمایا ،تاریخ کے اوراق سے حران ، شام اور مکہ کی طرف آپ کی ہجرت کی وضاحت فرمائی اور اسی کے ضمن میں آپ علیہ السلام کے والد اور چچا کے زمانۂ وفات کی بھی تعیین فرمائی اور پھر ان تفصیلات سے ماخوذ ہونے والے آٹھ علمی نکات بیان فرمائے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام " تارح " ہے " آزر" نہیں۔تفصیل کے لیے کتاب "تحقیق ابا ابراہیم تارح لا آزر "کی طرف رجوع کیا جائے ، یہاں اس کا ذکر طوالت کا سبب ہوگا۔

**حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ :** " البریلویہ " کے مقدمہ نگار قاضی عطیہ نے ابن عبد الوہاب اجماع کی تعریف کا پل باندھتے ہوئے لکھ مارا کہ ابن عبد الوہاب کتاب و سنت کے داعی تھے۔اس کی تردید میں تاج الشریعہ رقم طراز ہیں کہ وہ کیوں کر کتاب و سنت کا داعی ہو سکتا ہے جبکہ وہ اجماع اور قیاس کا منکر تھا۔اس کے بعد آپ نے اجماع کی حجیت ثابت کرتے ہوئے نہ صرف علما و مفسرین کے اقوال سے استدلال فرمایا بلکہ احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس کی حجیت واضح فرمائی۔فرماتے ہیں : " هٰذا القرآن اول دلیل علیٰ حجیة الاجماع و لزوم عمل به و أنه لا یجوز مخالفته قال عز وجل من قائل : " وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

قال الامام حجۃ الاسلام احمد بن علی الجصاص الرازی المتوفی ۳۷۰ھ فی "احکام القرآن": و فی ھٰذہ الآیۃ دلالۃ علیٰ صحۃ اجماع الأمۃ" ۔(حقیقۃ البریلویہ ۱۲۳)

یعنی قرآن کریم اجماع کی حجیت اور اس پر عمل کے لزوم پر پہلی دلیل ہے اور یہ اس کی مخالفت نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ترجمہ : اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ۔

حجۃ الاسلام امام احمد بن علی جصاص رازی نے "احکام القرآن" میں فرمایا : اس آیت میں اجماعِ امت کی حجیت کی دلیل ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے اجماع کے حجیت ہونے پر مزید کچھ اور آیتیں پیش فرمائیں اور امام جصاص کی "احکام القرآن" سے اس کی تفسیر نیز "انوار التنزیل و اسرار التاویل ، تفسیر النسفی ، لباب التاویل للخازن ، تفسیر ابی السعود اور التفسیر الکبیر " سے بھی اجماع کی حجیت کو ثابت فرمایا۔

**چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم :** محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین پر نماز بلا اعادہ کے جواز پر حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے تحریر کردہ "التعلیق المجلیٰ لما فی منیۃ المصلیٰ" سے ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے اور "احوط و اشبہ" کے مفہوم و مطلوب پر بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔اسی "احوط و اشبہ" پر بحث کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے مفتی صاحب قبلہ کی توضیح کی تردید فرمائی ہے۔چناں چہ پہلے آپ نے حضرت محدث سورتی کا وہ مکمل حاشیہ نقل فرمایا جسے مفتی صاحب نے اپنی میں میں پیش فرمایا۔پھر "احوط" کے بارے میں بحث فرمائی کہ یہ الفاظ فتویٰ سے

ہے اور اس کا مرتبہ استحباب میں ہونا محتاج بیان ہے۔اس کے بعد بہترین طرز استدلال کے ساتھ " فتاویٰ خیریہ سے ایک طویل پیراگراف ، رد المحتار سے تین جگہوں کی عبارتیں ، در مختار سے ایک ، فتح القدیر سے ایک اور التعلیق المجلیٰ سے بھی ایک اقتباس پیش فرماکر اپنے اس ایک موقف کو کثیر دلائل سے مزین فرمایا۔ تفصیل کے لیے آپ کی مذکورہ کتاب کے مطالعہ کی درخواست ہے۔

**مراجعتِ کتبِ متداولہ:**

حضور تاج الشریعہ کا ایک اسلوب "کتب متداولہ کی طرف مراجعت " بھی ہے اور یہ اسلوب تو لازمی ہے کیوں کہ آپ اپنے موقف کی تائید میں دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے ہیں جیساکہ مذکورہ بالا اسلوب " پر زور طرزِ استدلال اور دلائل کثرت " میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب دلائل کی کثرت ہو گی تو زیادہ سے زیادہ کتب کی طرف رجوع بھی ہوگا۔اب ذیل میں حضور تاج الشریعہ کے کتب اور مراجعتِ کتب کثیرہ کی جھلک ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کی وسعتِ نظر ، وسعتِ مطالعہ اور استحضار علمی ہویدا ہے۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** یہ کتاب حضور تاج الشریعہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔اس عظیم شاہکار کے لیے آپ نے ۱۶۳ کتب کی طرف رجوع فرمایا جن میں سے چند ایک کے اسماء ملاحظہ فرمائیں : ( ۱ ) القرآن الکریم ( ۲ ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ( ۳ ) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ( ۴ ) شرح الزرقانی علیٰ موطأ الامام مالک ( ۵ ) مجمع بحار الانوار ( ٦ ) المستدرک علی الصحیحین ( ۷ ) الاتقان فی علوم القرآن ( ۸ ) الأشباہ و النظائر ( ۹ ) فتح المعین علیٰ شرح الکنز( ۱۰ ) رد المحتار ( ۱۱ ) لمعات التنقیح شرح المشکاۃ المصابیح ( ۱۲ ) در مختار ( ۱۳ ) فتاویٰ خیریہ ( ۱۴ ) شرح

معانی الآثار (۱۵) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (۱۶) المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج (۱۷) الفتاویٰ الحدیثیہ (۱۸) اَحکام القرآن (۱۹) الشفاء بتعریف حقوق المصتفی (۲۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ (۲۱) صحیح البخاری (۲۲) مصنف عبد الرزاق (۲۳) سیر اعلام النبلاء (۲۴) انوار التنزیل و اسرار التاویل (۲۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر (۲۶) تنقیۃ الایمان المعروف المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (۲۷) فتاویٰ رضویہ (۲۸) سنن ابو داؤد (۲۹) سنن نسائی (۳۰) سنن ترمذی (۳۱) سنن ابن ماجہ (۳۲) صحیح مسلم (۳۳) جامع العلوم و الحکم (۳۴) کنز العمال (۳۵) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ وغیرہ۔

**ٹائی کا مسئلہ :** اس کتاب کی تصنیف میں جن کتابوں کی طرف مراجعت کی گئی ہیں ان کے اسما یہ ہیں : (۱) قرآن کریم (۲) بیضاوی شریف (۳) صحیح البخاری (۴) مسند احمد ابن حنبل (۵) عینی (۶) اختیار شرح مختار (۷) زواجر (۸) شرح درود (۹) ہدایہ (۱۰) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۱۱) فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری (۱۲) محیط (۱۳) Practical Advanced Twentieth Century Dictonary (۱۴) گرو لیئر اکیڈمک انسائیکلوپیڈیا (۱۵) فتاویٰ رضویہ (۱۶) فتاویٰ مصطفویہ (ٹائی کا مسئلہ)

**آثارِ قیامت :** آثارِ قیامت کی توضیح و تشریح میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد تقریبًا اکتیس ہے جن کے نام یہ ہیں : (۱) قرآن کریم (۲) تفسیر در منثور (۳) تفسیر کبیر (۴) حاشیہ صاوی (۵) احکام القرآن (۶) الاتقان فی علوم القرآن (۷) اللآئی المصنوعہ (۸) صحیح بخاری (۹) صحیح مسلم (۱۰) جامع الترمذی (۱۱) سنن ابو داؤد (۱۲) سنن ابن ماجہ (۱۳) مشکوٰۃ المصابیح (۱۴) کنز العمال (۱۵) مستدرک للحاکم (۱۶) مجمع الزوائد (۱۷) مسند امام احمد

(۱۸) الترغیب و الترہیب (۱۹) مجمع البحار (۲۰) طبرانی (۲۱) تیسیر شرح جامع صغیر (۲۲) فیض القدیر شرح جامع صغیر (۲۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (۲۴) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (۲۵) رد المحتار (۲۶) در مختار (۲۷) فتاویٰ رضویہ (۲۸) الطیب الوجیز (۲۹) بہار شریعت (۳۰) نزہۃ المجالس (۳۱) تفسیر خازن (۳۲) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔(۱) قرآن کریم (۲) رد المحتار (۳) المعجم الوسیط (۴) تبیین شرح الکنز (۵) مواقف (۶) الکشف الشافیا (۷) صحیح البخاری (۸) تفسیر بیضاوی (۹) الاشباہ و النظائر (۱۰) عطایا القدیر فی حکم التصویر (۱۱) جد الممتار (۱۲) تفسیر خازن (۱۳) در مختار (۱۴) فتاویٰ عالمگیری (۱۵) جامع الترمذی (۱۶) الملفوظ۔

**تحقیق اَن اَبا ابراہیم " تارح "لا " آزر " :** اس کتاب کے مطالعہ کے دوران راقم نے اس کتاب یا اس کے حاشیہ میں جن جن کتابوں کے نام ملاحظہ کیے ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں : (۱) القرآن الکریم (۲) الحاوی للفتاویٰ (۳) قصص الانبیاء (۴) تفسیر کبیر (۵) صحیح بخاری (۶) جامع الترمذی (۷) فتح الباری (۸) تفسیر طبری (۹) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۰) مرقاۃ شرح مشکاۃ (۱۱) موضوعات کبیر (۱۲) فتح القدیر (۱۳) میزان الشریعۃ الکبریٰ (۱۴) سنن کبریٰ (۱۵) التعقیبات (۱۶) مقدمہ ابن صلاح (۱۷) المقدمۃ الجرجانیہ (۱۸) التقریب للنووی (۱۹) تدریب الراوی (۲۰) البحر المحیط (۲۱) روح البیان (۲۲) تفسیر سمرقندی (۲۳) روح المعانی (۲۴) حاشیہ جمل وغیرہ۔

**حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ :** اس گراں قدر کتاب کی تصنیف میں

آپ نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے اس کی تعداد تقریبًا ۸۰ ہے۔ان میں سے چند اہم اسما یہ ہیں : ( ۱ ) القرآن الکریم ( ۲ ) صحیح البخاری ( ۳ ) صحیح مسلم ( ۴ ) جامع الترمذی ( ۵ ) سنن نسائی ( ۶ ) سنن ابو داؤد ( ۷ ) سنن ابن ماجہ ( ۸ ) القادیانیہ (قادیانیوں کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کے رسائل کا مجموعہ ) ( ۹ ) الکلمۃ الفیصل ( ۱۰ ) ازالۃ الاوہام ( ۱۱ ) البریلویہ (۱۲ )فتاویٰ رشیدیہ ( ۱۳ ) براہین قاطعہ ( ۱۴ ) دعوت فکر ( ۱۵ ) اقبال اور علماء پاکستان و ہند ( ۱۶ ) الدّرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ ( ۱۷ ) الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ ( ۱۸ ) المعجم الاوسط ( ۱۹ ) الموہر المنظم ( ۲۰ ) التاریخ الکبیر ( ۲۱ ) اتحاف السادۃ ( ۲۲ ) المصنف فی الاحادیث و الآثار ( ۲۳ ) الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرہ ( ۲۴ ) المقالات السنیہ فی کشف ضلالات احمد ابن تیمیہ ( ۲۵ ) الشھاب الثاقب ( ۲۶ ) بہجۃ الاسرار ( ۲۷ ) تتمہ حقیقۃ الوحی ( ۲۸ ) لباب التاویل فی معانی التنزیل ( ۲۹ ) نوادر الصول ( ۳۰ ) نزھۃ الخواطر ( ۳۱ ) نسیم لاریاض ( ۳۲ ) حدیۃ العارفین ( ۳۳ ) لسان المیزان ( ۳۴ ) البحر الرائق ( ۳۵ ) مدارج النبوۃ وغیرہ۔

**چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کاحکم :** اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے جن کتابوں سے استفادہ فرمایا ہے ان میں سے چند کے اسما کچھ یوں ہیں:( ۱ ) فتاویٰ رضویہ (۲ ) فتاویٰ خیریہ ( ۳ ) التعلیق المجلیٰ لما فی منیۃ المصلیٰ (۴) رد المحتار ( ۵ ) در مختار (۶ ) فتح القدیر ( ۷ ) البحر الرائق ( ۸ )جد الممتار (۹) نور الانوار ( ۱۰ ) ماہ نامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء ( ۱۱ ) خطبۂ صدارت باضافۂ جدید وغیرہ۔

**کتبِ اعلیٰ حضرت سے استفادہ کا التزام:**

حضور تاج الشریعہ کے اسالیب میں جو اسلوب آپ کی تمام کتابوں میں

مشترک ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے خانوادے کے بزرگوں خصوصیت کے ساتھ اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں سے ضرور استفادہ فرماتے ہیں اور ان کی عبارتوں کو اپنی تصنیف و تالیف اور کتب و رسائل میں ضرور بطور دلیل و حوالہ پیش فرماتے ہیں۔اب ذیل میں تاج الشریعہ کی کتابوں میں جلوہ افروز اقتباسات و عبارات اعلیٰ حضرت نقل کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کا یہ اسلوب بھی منظر عام پر آئے اور اعلیٰ حضرت کے کلمات سے آنکھ و دل کو ٹھنڈک پہنچے۔

**تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری و علیٰ حواشی المحدث السہارنفوری :** " قال جدنا الامام احمد رضا ... و هٰذا أحد معاني قوله ﷺ : " أنا صاحب شفاعتهم " و المعنى الآخر الألطف الأشرف أن لا شفاعة لأحد بلا واسطة عند ذي العرش جل جلاله الا للقرآن العظيم و لهٰذا الحبيب المرتجى الكريم ﷺ۔(تعلیقات الازہری ، ص : ۱۳۲ )

**آثار قیامت :** حضور تاج الشریعہ اپنی اس کتاب میں ایک مقام پر اپنے جد امجد کی عبارت یوں نقل فرماتے ہیں : " امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں : " والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جوان کو ناپسند ہو اگر چہ اس کے لیے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو۔اس لیے کہ ان کی "فرمابرداری "اور ان کو " خوش رکھنا "دونوں واجب ہیں اور نافرمانی اور ناراض کرنا حرام ہے " ۔(آثار قیامت، ص :۴۱۔۴۲ )

**ٹائی کا مسئلہ :** شعار کفار کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ نے "ٹائی کا مسئلہ "

میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا: " آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ سے چند کلمات تبرکاً پیش ہیں ---
الجواب: جو بات کفار یا بد مذہبان اشرار یا فساق فجار کا ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ کے برغبت نفس اس کا اختیار مطلقاً ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اگر چہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے وجہ خاص میں ضرور ان سے تشبہ ہوگا ، اسی قدر منع کو کافی اگر چہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو "۔(ٹائی کا مسئلہ، ص: ۱۴)

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:** اس کتاب میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " اب آخر میں " الملفوظ " کی عبارت سنتے چلیں جس سے ظاہر ہو کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے غلبہ لہو و لعب کا لحاظ بھی فرمایا ہے ---" ( الملفوظ کی عبارت ) گانے میں اصل کا حکم ہے، اگر اصل جائزیہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و اَمرد کی آواز نہ ہو مَزَامِیر(یعنی ساز،ڈھول وغیرہ) کی آواز نہ ہو اَشعار خلافِ شَرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تَوَجُّد(یعنی بے خودی کی کیفیت) ہے کہ عبادت ہے اور گرامُو فون سے سننا لَہو ہے کہ وہ موضوع ہی اسی لیے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وَضَع(یعنی بناوٹ ) کی تبدیل کوئی نہیں کرسکتا "۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت ، دعوت اسلامی، ص: ۴۱۸ )

**تحقیق اَن ابا ابراہیم " تارح "لا" آزر":** اپنی مذکورہ کتاب میں اپنے موقف پر بطور دلیل اعلیٰ حضرت کے رسالہ " الهاد الكاف فی حکم الضعاف" کی عبارت ان لفظوں میں بیان فرمائی :" قال: الامام الهمام سیدی و جدی الشیخ احمد رضا فی رسالته الفذة "الهاد الكاف فی حكم الضعاف": "الحديث اذا روی بطرق عدة و كانت كلها ضعيفة ... فالضعيف لاجتماعه

بالضیف یتقوی"۔(تحقیق اَن ابا ابراہیم "تارح "لا"آزر"۷۷)

**حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ:** اس مایہ ناز کتاب میں فرقہ وہابیہ کے بارے لکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت اور عبارت اعلیٰ حضرت یوں ذکر کرتے ہیں: "قال الشیخ فی التصنیفه المذکورة اللطیف المفید المبارك یذکرهم: "منهم الوهابیة الشیطانیة وهم کالفرقة الشیطانیة من الروافض"۔(حقیقۃ البریلویہ، ص: ۳۸)

**چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم:** حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب میں اپنے جد امجد کے فتویٰ سے استفادہ کرتے ہوئے بایں الفاظ نقل فرمایا: "اب ہم فتاویٰ رضویہ سے مسئلہ دائرہ کے متعلق ایک فتویٰ مع سوال جواب نقل کریں۔۔۔(سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) الجواب: فرض اور واجب جیسے عتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے پھر اعادہ کرے تحقیق یہ ہے کہ۔۔۔جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت کیسے جائز ہو سکتی ہے کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس سے نزول متیسر نہ ہو کہ اسے روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر لہٰذا سیر و وقوف برابر لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی"۔(چلتی ٹرین، ص: ۶۹)

**ازالۂ اعتراض و اوہام:**

**آثار قیامت:** اگر کوئی شخص اپنے نفس کے زجر و تہدید اور مکروہ و ممنوع کا سے اجتناب کے لیے کوئی ایسا قسم کھائے جس کا ظاہری معنیٰ کفر پر مشتمل ہو، ایسے شخص پر کیا حکم شرعی عائد ہوگا بیان کرتے ہوئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں: "قائل

جب تک حانث نہ ہو، کافر نہ ٹھہرے گا۔ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی قسم کھانا سخت شنیع اشد حرام ہے جس سے قائل پر توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان بھی ضرور "۔(آثار قیامت، ص:۸۵)

اب اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر شخص مذکور حانث ہو جائے تو کیا اس پر کفارہ لازم ہو گا یا نہیں ؟ تو اس سوال مقدر کا جواب دیتے ہوئے آپ آگے لکھتے ہیں : " رہی یہ بات کہ بصورتِ حنث اس پر کفارہ ہے یا نہیں تو ائمۂ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قسم توڑنے کی صورت میں اس پر کفارۂ قسم لازم ہوگا جب کہ کسی فعل آئندہ پر قسم کو معلق کیا ہو اور اس کی نظیر تحریمِ مباح ہے یعنی کسی فعلِ مباح کو اپنے اوپر بذریعہ قسم حرام کرلے"۔(آثارِ قیامت ، ص : ۸۶ )

**ٹائی کا مسئلہ :** حضور تاج الشریعہ نے شعار کفری کے بارے میں " ٹائی کا مسئلہ " میں ایک جگہ رقم فرمایا کہ " شعار کفری ہمیشہ کفر ہی رہے گا کہ وہ اپنے وضع کو ملزوم ہے اور وہ کفر کے لیے ہے "اور آپ نے ثابت فرمایا کہ " ٹائی " عیسائیوں کا شعار ہے جیسا کہ کتاب مذکور سے واضح ہے تو اس سے اول نظر میں یہ وہم اپنا چہرہ دکھا رہا تھا کہ جب ٹائی شعار کفری ہے تو ان مسلمانوں پر کیا حکم شرعی عائد ہو گا جو اسے بخوشی اپنے گلے کا ہار بناتے ہیں۔کیا ان پر بھی حکم کفر ہوگا ؟ اس وہم کا ازالہ فرماتے ہوئے تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں : " البتہ شعارِ کفری اختیار کرنے کی صورت میں مسلم کی تکفیرِ قطعی اس وقت ہوگی جبکہ یہ ثابت ہو کہ اس نے اپنے قصد و ارادہ سے اس کو شعارِ کفری جانتے ہوئے کافروں سے موافقت کے لیے اپنایا ، اس صورت میں تشبہ التزامی ہوگا ورنہ مسلمان کو کافر نہ کہیں گے لیکن توبہ کا حکم دیں گے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان کا بھی حکم ہوگا کہ کفار سے اس فعلِ کفری میں تشبہ قصداً نہ سہی صورۃً و ضرورتاً ہوا اور اظہر یہ ہے کہ تجدیدِ ایمان کا حکم

ایسی صورت میں دیا جائے گا جبکہ اس فعلِ کفری میں تشبہ ظزہر تر ہو۔ بہر حال کسی فعل یا قول کا کفر ہونا اور ہے اور قائل و فاعل کو کافر قرار دینا اور"۔(ٹائی کا مسئلہ، ص: ۲۴)

**ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن :** شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں مد ظلہ العالی نے تصاویر کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ دام ظلہ العالی سے سوال فرمایا تھا کہ ثابت کیجیے کہ جہاں جہاں نصوص میں تصاویر و تماثیل کا لفظ آیا ہے اس سے اس کا حقیقی معنٰی مراد نہیں۔کیوں نہیں ؟۔اپنے اوپر ہونے والے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے کیا فرمایا ، ملاحظہ فرمائیں : " بے شک حقیقی معنٰی مراد ہے اور وہ معنٰی عام جو صورت و عکس دونوں کو شامل ہے۔تو دونوں کا بنانا حرام ہے اور آپ کے اس " اندازہ مذکورہ " سے ادعائے حقیقت محض نامتصور اور اس سے عام نصوص میں دعویٔ خصوص قطعًا نامعتبر" ۔(ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن۶۴ )

**تحقیق أن ابا ابراہیم " تارح"لا "آزر ":** اس کتاب میں ایک مقام پر ایک وہم کی گنجائش تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے نام " تارح " والی تمام روایات ضعیف ہیں جیساکہ استاذ احمد شاکر نے بھی بیان کیا تو یہ معتبر نہیں کیوں کہ ضعیف کا اعتبار نہیں۔اس وہم کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں : " **و الحدیث الضعیف یتقویٰ بکثرۃ الطرق، ویترقیٰ الیٰ درجۃ الحسن** " ۔( تحقیق ابا ابراہیم ،ص:۷۷)

یعنی حدیث ضعیف کثرتِ طرق کے سبب قوی ہو کر حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔پھر اپنے اس قول کو " الھاد الکاف فی حکم الضعاف ، مرقاۃ المفاتیح ، موضوعات کبیر ، فتح القدیر ، میزان الشریعۃ الکبریٰ ، تعقیبات علیٰ الموضوعات ، مقدمۃ ابن صلاح ، المقدمۃ الجرجانیہ ، فتح المغیث بشرح الالفیہ ، تقریب النووی ،

تدریب الراوی ” کی عبارات سے مبرہن فرمایا۔

**حقیقۃ البریلویۃ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ :** قاضی عطیہ نے اہل سنت و جماعت پر الزام و بہتان تراشی کرتے ہوئے اپنے مقدمہ لکھا : ” والموقف الثانی: مع البریلویین فی المسلکھم، فقد جمعوا بین الافراط و التفریط، فافرطوا فی معتقداتھم فی معبوداتھم من دون اللہ، من أحیاء أو أموات حتیٰ أعطوھم صفۃ القادر المقتدر، و وضعوا أیدی مشایخھم و دعاتھم علیٰ خزائن الدنیا و بأیدیھم أقلام البراءۃ للآخرۃ “۔(حقیقۃ البریلویہ، ص:۱۶۵)

یعنی دوسرا موقف بریلویوں کے ساتھ ان کے مسلک کے بارے میں ہے کہ ان لوگوں نے افراط و تفریط کو جمع کر لیا ہے۔چناں چہ وہ اپنی فرطِ عقیدت میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے زندہ اور مردہ معبودوں کے سلسلے میں افراط کے جال میں پھنس گئے ہیں۔حتیٰ کہ انہیں قادر و مقتدر جیسے اوصاف ست متّصف کردیا (یہیں تک نہیں بلکہ ) اپنے مشائخ و دعاۃ کے ہاتھوں میں دنیا کے خزانے (کی کنجیاں ) رکھ دیں اور ان کے ہاتھوں میں نجاتِ آخرت کے قلم بھی دے بیٹھے۔

اس بے بنیاد اور بے سر و پا الزامات اور سوال کا حضور تاج الشریعہ نے تحقیقی مدلل اور منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اپنے قلم کو یوں حرکت دیتے ہیں : ”و الجواب عن ھٰذا أن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ھو الذی جعل أولیائہ من عبادہ مدبرین لأمرہ بأمرہ، وھو الذی أورثھم الأرض، حیث قال عز و جل من قائل : ” وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ“ ۔ ۔۔ فاللہ ھو الذی أعطی أولیاء صفۃ القادر والمقتدر، و وضع أیدی أولیاءہ علیٰ خزائن الدنیا، فلیتّھم عطیۃ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ -و العیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ- جعل من عبادہ شرکاء لہ، و

هو سبحانه و تعالیٰ یصنع هٰذا الصنیع بأولیاء ہ تعالیٰ فحسب" ۔(حقیقۃ البریلویہ ، ص : ۱۶۵ )

یعنی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے اپنے بندوں میں سے اولیاء کرام کو اپنے معاملات کا مدبر بنایا ہے چناں چہ فرمایا : اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔۔۔تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے بذات خود ( اپنے ) اولیا کو قادر و مقتدر جیسی صفت عطا فرمائی اور اپنے اولیا کے ہاتھوں میں دنیا کے خزانے دیے۔اس لیے اے عطیہ ( و العاذ باللہ ) اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتراض کرنا چاہیے تھا

کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنا شریک ٹھہرا لیا حالاں کہ وہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیا کے ساتھ ایسا کرنا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔

**چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادئیگی کاحکم :** محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نے چلتی ٹرین میں فرض و واجب نماز کے جواز میں اکابرین علمائے اہل سنت میں سے دو بڑی شخصیت کے فتاویٰ پیش فرمائے۔اب سوال سر ابھارتا ہے کہ اگر چلتی ٹرین میں نماز جائز نہیں تو ان علما نے کیوں کر ایسا فتویٰ دیا۔اس سوال مقدر کا جواب دیتے ہوئے تاج الشریعہ لکھتے ہیں : " جہاں تک حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور حضرت مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری کے فتویٰ کا سوال ہے تو ان حضرات نے چلتی ٹرین کا الحاق چلتی کشتی کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ ان کی عبارت سے ظاہر ہے ، گو کہ چلتی ترین کا الحاق چلتی کشتی کے ساتھ صحیح نہیں۔کیوں کہ چلتی ٹرین جب ٹھہرے گی تو زمین پر ٹھہرے گی اور اس سے متّصل باتصال قرار ہوگی اور مثل تخت ہو جائے گی جبکہ چلتی کشتی اگر روکی جائے تو

پانی پر روکے گی اور پانی زمین سے متّصل باتصال قرار نہیں۔ لہٰذا چلتی کشتی پر نماز کی صحت کے لیے استقرار علی الارض اور اتحاد مکان کی شرط کا حصول ناممکن ہونے کے سبب ساقط ہے ، جبکہ ٹرین میں استقرار کی شرط کا حصول ممکن ، اس لیے ساقط نہیں " ۔(چلتی ٹرین، ص :۴۵ )

یہ ہیں اسالیبِ تاج الشریعہ کی مختصر جھلک۔ان اسالیب کے علاوہ اور بھی اسالیب ہیں مثلاً عقائد اہل سنت کی جلوہ گری ، فرقۂ ضالہ مضلہ کا رد و ابطال ، بغیر تصنع مقفیٰ و مسجع جملوں کی جھلک ، اپنی نگارشات میں قرآنی آیات، عربی فقرے یا جملے کا ضم وغیرہ۔یہ اسالیب صرف نثر میں ہی نہیں بلکہ نظم میں بھی درج بالا بہت سے اسالیب موجود ہیں لیکن کیا کیا جائے زبان پر قلتِ وقت کا شکوہ ہے ، جس کے سبب قلم کو یہیں ساقط و صامت کرنا پڑا رہا ہے۔ خیر اب شکوہ سے کچھ نہیں بنتا کہ جو ہونا ہے وہی ہونا ہے اور جو نہیں ہونا ہے وہ نہیں ہونا ہے۔اس لیے جہاں تک مختصر وقت میں حضور تاج الشریعہ پر لکھ پانا ممکن تھا وہ حاضر ہے اور جو ممکن نہیں تھا وہ نہیں ہے۔

# فخرِ ملت فاؤنڈیشن: تعارف اور اغراض و مقاصد

ملک نیپال ایسا ملک ہے جہاں اہل ہنود کا غلبہ ہے لیکن دین اسلام بھی کئی صدیوں سے اس کفرستان میں جلوہ فگن ہے اس درمیان ہمارے بزرگانِ دین واولیاے کاملین نے دینِ اسلام کی خوب خوب اشاعت و تبلیغ کی جس کے سبب آج ملک نیپال میں مسلمان بھی ایک خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ہمارے بزرگانِ دین نے اپنے اپنے دور میں اور اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے دینِ متین کی خدمات سے اسلام و سنیت کو زندہ و تابندہ رکھا۔ لیکن حالیہ دور کا تعلق تحریر و قلم سے کچھ زیادہ ہے؛ کیوں کہ اس دور میں افکارِ فاسدہ پر مشتمل کتابیں اور خیالاتِ کاسدہ کو شامل لیٹریچر اور منگزین کے ذریعہ لادینیت اور بدمذہبیت کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اس لیے ضرورت ہوئی ایک ایسی اکیڈمی اور ایک ایسے فاؤنڈیشن کی جو کتابوں، لیٹریچر اور مضامین کی اشاعت کر کے لادینیت اور بدمذہبیت کی راہیں مسدود کر کے اسے نیست و نابود کر دے اور اسلام و سنیت کا خوب خوب فروغ ہو۔

الحمد للہ علی احسانہ! اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ملک نیپال سے ذریعہ معاش کے لیے دوحہ قطر میں آئے ہوئے چند حساس حضرات نے جون ۲۰۱۶ء میں "فخرِ ملت فاؤنڈیشن نیپال" کی بنیاد رکھی۔

## اغراض و مقاصد

۱) قرآن و سنت کے پیغامِ ابدی و سرمدی کو مسلک سوادِ اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں عام کرنا۔

۲) تحفظاتِ سرمایۂ اہل سنت یعنی اہل سنت کی معیاری کتب کی طباعت واشاعت۔ یوں تو کسی بھی زبان کی کتاب مقاصد میں شامل ہیں جو اصلاحِ عقائد و معمولاتِ اہل سنت و اصلاحِ اعمال اور اصلاحِ معاشرہ کی باعث ہو مگر اردو، نیپالی اور ہندی زبان کو ترجیح دی جائے گی۔

۳) نوجوانانِ اہل سنت میں قلمی و تحریری بیداری پیدا کرنا۔

۴) نوجوان علماے اہل سنت کی ایک مضبوط ٹیم تیار کرنا جو ہر محاذ پر غدارانِ مذہب و مسلک کا محاسبہ کرے۔

۵) کتبِ دینیہ کے لیے لائبریری کا قیام۔

۶) ائمہ مساجد و مکاتب تربیتی کیمپ کا اہتمام کرنا۔